عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد:۳۵ | ۱۲ تا ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۱۶ء | شمارہ:۴

اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داری اور موجودہ حالات

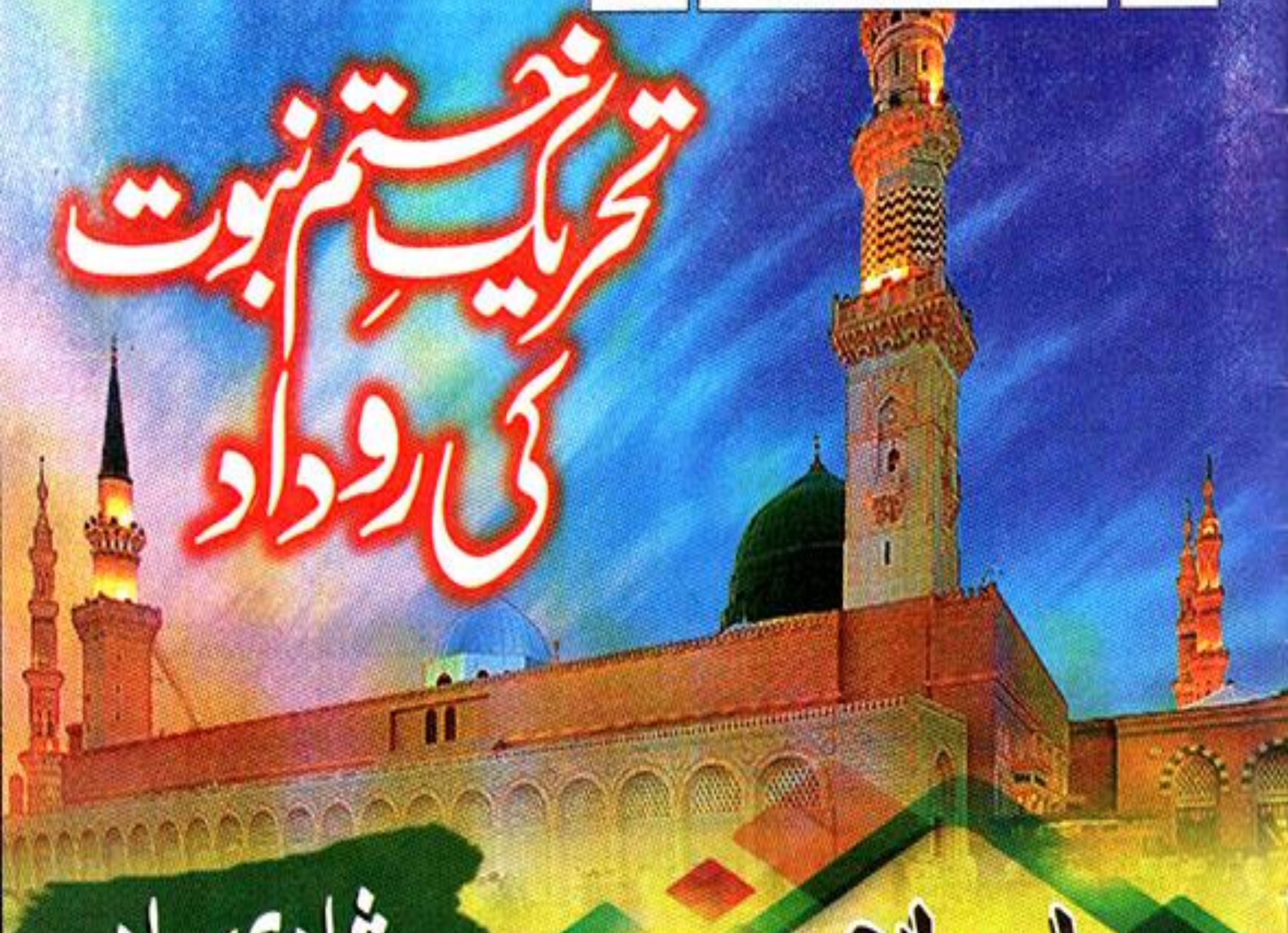

تحریکِ ختمِ نبوت کی رودادِ

شادی بیاہ سے مُتعلق شرعی ہدایات

اسلامی تجارت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

جانوروں کے شکار کے شرعی احکام

س:...... کیا اسلام میں شکار کی اجازت ہے یعنی حرام یا حلال جانوروں کے شکار کی؟ اگر حلال جانور ہو تو کیا شکار کر کے اسے کھانا جائز ہے؟

ج:...... جی ہاں! شرعاً حلال یا حرام جانوروں کے شکار کی اجازت ہے، بشرطیکہ آدمی اپنے فرائض و واجبات کا خیال رکھے۔ شکار کی تلاش میں نماز، روزے اور دیگر ضروریات کو ہی نہ بھول جائے اور قانونی طور پر بھی شکار کی اجازت ہو تاکہ قانون کی خلاف ورزی بھی نہ ہو۔ حرام جانور اگر موذی ہو تو اس کو مارنا جائز ہے اور حلال جانور اگر بندوق سے شکار کیا اور وہ مر گیا تو اس کو کھانا حلال نہیں، لیکن اگر زخمی حالت میں ذبح کرلیا گیا ہو تو حلال ہو جائے گا اور اسے کھانا بھی جائز ہوگا۔

س:...... کیا صرف تفریح اور کھیل کے لئے حلال یا حرام جانوروں کا شکار جائز ہے؟

ج:...... محض تفریح اور کھیل کی خاطر جانوروں کو تکلیف دینا اور شکار کرنا تو جائز نہیں، البتہ حلال جانوروں کے شکار سے مقصود گوشت حاصل کرنا ہو تو جائز ہے۔ اسی طرح حرام جانوروں کی کھال سے نفع حاصل کرنا ہو تو یہ بھی جائز ہے، بغیر کسی مقصد کے محض تفریح کے لئے شکار شرعاً ممنوع ہے۔

”ویکرہ الصید لھواً لانہ عبث لقولہ علیہ السلام
لاتتخذوا شیئاً فیہ الروح غرضاً ای ھدفاً من قتل عصفوراً
عبثاً عج الی اللّٰہ یوم القیامۃ یقول یا رب ان فلاناً قتلنی
عبثا ولم یقتلنی منفعۃ۔“

(الفقہ الاسلامی وادلتہ ص:۲۹۳، ج:۳، الفصل الثانی فی الصید)

س:...... اگر شکاری بسم اللہ اور تکبیر پڑھ کر بندوق سے فائر کردے اور شکار اس گولی سے مرجائے تو اس کا کھانا جائز ہے؟

ج:...... بندوق کے فائر سے جو جانور یا پرندہ مرجائے وہ حلال نہیں، خواہ تکبیر پڑھ کر گولی چلائی گئی ہو۔ اس لئے اس کا کھانا جائز نہیں۔ ہاں اگر وہ زخمی ہو کر گرجائے اور مرنے سے پہلے پہلے اسے ذبح کرلیا جائے تو یہ حلال ہو جائے گا۔

س:...... کیا شکاری کتے کے ذریعے شکار کرنا جائز ہے؟ اگر کتا شکار پکڑ کر لے آئے یا اسے زخمی کردے تو کیا اس کو ذبح کر کے کھانا جائز ہے؟ اور اگر کتا شکار کو جان سے ہی مار ڈالے تو اس کا کیا حکم ہے؟

ج:...... شکاری کتے کے ذریعے شکار کرنا (بشرطیکہ وہ کتا سدھایا ہوا ہو، اور بسم اللہ پڑھ کر شکار پر چھوڑا جائے) جائز ہے۔ کیونکہ اسلام نے شکار کی غرض سے کتا پالنے اور اس کے ذریعے شکار کرنے کی اجازت دی ہے۔ لہٰذا اگر کتا شکار کو پکڑ کر لے آئے یا اسے زخمی کردے اور خود اس میں سے بالکل نہ کھائے تو اسے ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔ لیکن اگر کتا شکار کو زخمی کرنے کے بجائے گلا گھونٹ کر مار ڈالے تو یہ حلال نہیں اور اگر کتے کے زخمی کرنے سے شکار خود ہی زخم کی وجہ سے مر جائے تو یہ ذبح کرنے کے قائم مقام ہو جائے گا اور اس شکار کا کھانا بھی حلال ہوگا۔

کتے کے شر سے بچنے کے لئے

س:...... راستے میں ملنے والے کسی کتے کو اگر ”من قطمیر“ کہہ کر دم دی جائے تو وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا، کیا یہ بات درست ہے؟

ج:...... اگر کسی نے تجربہ کیا ہو تو بعید نہیں کہ کسی کتے کو ”من قطمیر“ کہہ دیا جائے تو وہ نقصان نہ پہنچائے۔ بہرحال اصحاب کہف کے کتے کا نام ”قطمیر“ تھا۔ بعض بزرگوں نے لکھا ہے کہ آیت الکرسی میں لفظ ”ولا یؤدہ“ پڑھ کر دم کیا جائے تو نقصان نہیں پہنچاتا۔ بہرحال یہ سب تجربات ہیں قرآن و حدیث میں ایسی کوئی ہدایت نہیں ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد:۳۵ — ۱۴ تا ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ مطابق ۲۴ تا ۳۱ جنوری ۲۰۱۶ء — شمارہ:۴

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیرِ اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیرِ اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

اسلامی نظریاتی کونسل کی ذمہ داری.....	۴	حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ
شادی بیاہ سے متعلق شرعی ہدایات	۷	حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
اسلامی تجارت	۱۱	مفتی تنظیم عالم قاسمی
مرتد و زندیق کے شرعی احکام (۲)	۱۵	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
مرزائیت اور عدالتی فیصلے (۷)	۱۷	مولانا شاہ عالم گورکھپوری
مولانا عبداللہ بھکر ...حیات و خدمات	۱۹	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میاں چنوں	۲۱	. . . .
سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس	۲۴	رپورٹ: مولانا عبدالباقی مطمئن
۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی روداد	۲۵	مسعود ساحر

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

اسلامی نظریاتی کونسل

کی ذمہ داری اور موجودہ حالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفی

۳۱؍دسمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات کو دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پرانی نمائش کراچی میں ماہانہ تربیتی نشست ہوئی جس میں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل کب اور کیسے ہوئی؟ اس میں کن کن حضرات کا کیا کردار اور خدمات رہیں۔ ۲۹؍دسمبر ۲۰۱۵ء کو اسلام آباد میں اسلامی نظریاتی کونسل کے حالیہ اجلاس میں جو چیئرمین مولانا محمد خان شیرانی صاحب اور مولانا طاہر محمود اشرفی صاحب کے درمیان بحث ومباحثہ ہوا، اس کے تناظر میں انہوں نے اہم تفصیلات سے سامعین کو آگاہ کیا۔ افادۂ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

حمد وصلوٰۃ کے بعد فرمایا:

میرے بھائیو! آپ حضرات ہر ماہ یہاں جمع ہوتے ہیں، ہر مہینے آپ حضرات کی یہاں مجلس منعقد ہوتی ہے۔ آج کا اجتماع بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے، کراچی میں ایک ہفتے کا تبلیغی سفر طے تھا تو اسی میں آپ حضرات کی یہ تربیتی نشست کی تاریخ بھی آ گئی تو اس طرح آپ دوستوں کی زیارت ہوئی۔

میرے بھائیو! اسلامی نظریاتی کونسل مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجویز پر جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے زمانہ میں قائم ہوئی تھی، یہ سرکاری ادارہ ہے۔ جس وقت آپ حضرات کے ملک پاکستان کا متفقہ آئین (جسے ۱۹۷۳ء کا آئین کہئے) بنا تو اس میں پہلی دفعہ پاکستان کو اسلامی جمہوریہ پاکستان قرار دیا گیا اور سرکاری دستاویز میں پاکستان کی اسٹیٹ کا مملکتی مذہب اسلام قرار دیا گیا۔

جناب بھٹو صاحب کے لئے اس وقت سب سے بڑا چیلنج یہ تھا کہ پاکستان ۱۹۴۷ء میں قائم ہوا، اس کے بعد اس کو ۱۹۷۳ء تک کوئی متفقہ آئین نہ دیا جا سکا۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب کی بہت اچھی نیک خواہش اور تمنا یہ تھی کہ اب میں چونکہ اکثریتی پارٹی کا سربراہ ہوں اور میں وزیر اعظم ہوں تو تاریخ میں یہ کارنامہ میرے نام لکھا جانا چاہئے کہ میں نے پاکستان کو ایک متفقہ آئین دیا۔ اب متفقہ آئین کے لئے ضروری تھا کہ حضرت مفتی صاحب کی جمعیت علماء اسلام، جمعیت علماء پاکستان، جماعت اسلامی اور جتنی مذہبی یا سیاسی قوتیں تھیں ان سب کو اعتماد میں لے کر ان سب کا ووٹ لیا جاتا، بھٹو صاحب کی خواہش تھی کہ آئین متفقہ بنا چاہئے۔ ہمارے حضرت مفتی صاحب اور ہماری اس وقت کی بیدار مغز دینی قیادت تھی، ان حضرات نے اس موقع کو غنیمت سمجھا، سارے مطالبات ایک ساتھ کرنے کے

بجائے انہوں نے ایک ایک شق میں جہاں جہاں پر کوئی اسلام کی بات شامل کراسکتے تھے تو وہ شامل کرادیے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس وقت بعض تو تیں ۱۹۷۳ء کے آئین کی اسی لئے مخالفت کرتی ہیں کہ اس مملکت یعنی پاکستان کو اسلامی حوالے سے ایک اسٹیٹ قرار دینے میں ۱۹۷۳ء کا آئین بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ: یہ ملک اسلامی ملک ہے تو جہاں جمہوریہ پاکستان ہے، وہاں اسے اسلامی جمہوریہ پاکستان لکھیں۔ بظاہر نام ہی لکھنا ہے نا، بھٹو صاحب نے کہا: کوئی حرج نہیں۔ اب جب یہ بات طے ہوگئی کہ اس ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔ تو اگلی دفعات شروع ہوئیں کہ اس ملک کا سربراہ کون ہوگا؟ وہ ساٹھ سال سے کم عمر کا نہیں ہونا چاہئے، وہ مجنون نہیں ہونا چاہئے، وہ سزایافتہ نہیں ہونا چاہئے، اس کی یہ اہلیت ہوگی، یہ اہلیت ہوگی تو حضرت مفتی صاحب نے اس میں ایک شرط یہ پیش کی کہ جب یہ اسلامی ملک ہے، یہ اسٹیٹ اسلامی اسٹیٹ ہے تو اس کا سربراہ بھی مسلمان ہونا چاہئے۔ کافر نہیں۔ مفتی صاحب نے کہا کہ اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو ہم دستخط نہیں کریں گے تو مولانا شاہ احمد نورانی صاحب اور ان کے رفقاء، جمعیت سب حضرات نے جب تائید کی تو بھٹو صاحب کو یہ بھی شامل کرنا پڑا۔ یہ آئین ۱۹۷۳ء میں منظور ہوا اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت ۱۹۷۴ء میں قرار دیا گیا۔ اس مملکت کا سربراہ کوئی قادیانی یا کوئی اور کافر بنے، اس کا راستہ ۱۹۷۳ء میں ہی روک دیا تھا۔

میرے بھائیو! اب دوسرا مسئلہ شروع ہوا۔ حضرت مفتی صاحب نے جس وقت یہ کہا تو مولانا کوثر نیازی صاحب اس وقت وفاقی مذہبی امور کے وزیر تھے، ان کو معلوم تھا کہ مسٹر جسٹس منیر وغیرہ نے یہ لکھا ہے کہ علماء حضرات اسلام کی تعریف میں متفق نہیں، وہ گیا اور بھٹو صاحب کے کان میں کہا کہ آپ ان سے کہیں کہ مسلمان کی تعریف لائیں، یہ سارے مولوی مل کر مسلمان کی تعریف نہیں کرسکتے۔ ادھر بھٹو نے حضرت مفتی صاحب سے کوثر نیازی کے اکسانے پر مطالبہ کیا کہ مسلمان کی تعریف کریں کہ مسلمان کس کو کہتے ہیں؟ اس دوران مولانا عبدالحق صاحبؒ اکوڑہ خٹک والوں نے بیٹھے بیٹھے مسلمان کی تعریف لکھ کر ایک پرچی مفتی صاحب کو پکڑادی، ابھی بھٹو صاحب کا سوال ختم نہیں ہوا تھا کہ اس کا جواب حضرت مفتی صاحب کے پاس آگیا۔ حضرت مفتی صاحب نے عینک لگائی اس کو پڑھا، ابھی مفتی صاحب آخری الفاظ کہہ رہے تھے کہ مولانا شاہ احمد نورانی کھڑے ہوگئے اور کہا کہ جو انہوں نے تعریف پیش کی ہے ہم اس پر اتفاق کرتے ہیں، اب وہ جو کوثر نیازی کا خواب تھا وہ سارا چکنا چور ہوا تو بھٹو صاحب نے بڑی قہر آلود آنکھوں کے ساتھ جناب کوثر نیازی صاحب کی طرف دیکھا کہ ظالم کہیں کے تو نے تو مروا دیا، تجھے پتا نہیں تھا کہ یہ مفتی محمود صاحب ہیں۔ خیر یوں اللہ رب العزت نے تکمیل پیدا کی کہ آئین میں طے ہوگیا، مسلمان کی تعریف آج بھی وہ آئین کا حصہ ہے، اس میں جہاں اور باتیں درج ہیں وہاں یہ بھی درج ہے کہ مسلمان وہ ہے جو ختم نبوت کو تسلیم کرے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کے متعلق خدانخواستہ تحریک نہ چلتی یا آئینی فیصلہ نہ آتا تب بھی حضرت مفتی صاحب نے ۱۹۷۳ء کے آئین کے اندر بنیاد ایسی رکھ دی کہ آگے چل کر عدالتیں قادیانیوں کو کسی طرح بھی مسلمان تسلیم کرنے کا فیصلہ نہ دیتیں۔

جب فیصلہ ہوگیا کہ اس ملک کا نام اسلامی جمہوریہ ہونا چاہئے، اس کا سربراہ مسلمان ہوگا، مسلمان کی تعریف یہ ہے تو آگے چل کر حضرت مفتی صاحب نے ایک شق اور منظور کرائی کہ جب یہ ملک اسلامی ہے تو اس ملک کا کوئی قانون قرآن وسنت کے خلاف نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسی جامع شق ہے کہ اگر اس کے اوپر عمل درآمد ہوجاتا تو سارے مسائل آپ حضرات کے حل ہوسکتے تھے۔ سو فیصد اس ملک کے اندر اسلام نافذ ہوسکتا تھا۔ جناب بھٹو صاحب نے یہ تجویز تسلیم کرلی۔

اب ایک مسئلہ کہ کون کون سا قانون واقعی قرآن وسنت کے خلاف ہے یا مطابق ہے اس کا جائزہ لینے کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی گئی۔ اس اسلامی نظریاتی کونسل کے ذمہ یہ تھا کہ یہ پاکستان کے پورے آئین کا، دستور کا بھی، تعزیرات پاکستان کا بھی سارے سسٹم کا ایک دفعہ جائزہ لے اور اپنی تجاویز پیش کرے اور قرآن وسنت کے خلاف کوئی بات دس سال کے عرصہ تک قائم نہیں رہے گی۔ یہ سمجھوتہ ہوگیا۔

اب اسلامی نظریاتی کونسل قائم ہوگئی۔ میرے بھائیو! ایک وقت تھا کہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ، مفتی ضیاء الدین کاکاخیل، حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی اتنے بڑے قدآور حضرات اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر رہے ہیں۔ ضیاء الحق کے زمانے میں، کراچی کے ایک جسٹس تھے، ان کا نام ہے جسٹس تنزیل الرحمن اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبر تھے، آگے چل کر وہ دس سال کی مدت گورنمنٹ نے اڑادی، کوئی قرارداد لائے اور دس سال کی مدت ہٹا کر مطلقاً کہہ دیا کہ بس ٹھیک ہے۔ اب دو صورتیں ہوتی ہیں کسی قانون کو جانچنے کی، کوئی قانون اسمبلی میں پیش ہوا، منظور

ہونے سے پہلے صوبائی اسمبلی ہو یا قومی اسمبلی، وفاقی گورنمنٹ ہو یا صوبائی، وہ اسلامی نظریاتی کونسل کو قانون بھیج دیتی ہے کہ آپ اپنی رائے دیں کہ اس میں کوئی چیز اسلام کے خلاف تو نہیں؟ اگر ہے تو کیا ہونا چاہئے؟ ان کے بجائے کون سے الفاظ ہوں۔ گورنمنٹ ان سے رائے مانگتی ہے، قانون منظور کرانے سے پہلے۔ یا یہ ہوتا ہے کہ قانون منظور ہونے کے بعد وہ گورنمنٹ ان کو بھیجتی ہے کہ آپ اس کا جائزہ لیں پھر باخبر کریں تو اس طرح کی مختلف صورتیں ہیں۔ جناب ضیاء الحق صاحب کے زمانہ میں بہت ہی شور سنا گیا کہ اس ملک میں اسلام آ رہا ہے، جناب جسٹس تنزیل الرحمن نے ان حضرات کو شامل رکھ کر اسلامی نظریاتی کونسل میں اتنی سفارشات مرتب کردیں کہ ایک اجلاس منعقد ہوا اس اجلاس میں ضیاء الحق بھی تشریف لائے، اس سے قبل بعض حلقوں کی جانب سے یہ اعتراض اٹھایا گیا کہ کس مکتبہ فکر کی فقہ نافذ کی جائے؟ کہ اس ملک میں دیوبندیوں کا اسلام نافذ کیا جائے، بریلویوں کا اسلام نافذ کیا جائے، فقہ جعفریہ نافذ کیا جائے، فقہ حنفی نافذ کی جائے، فقہ سلفی نافذ کی جائے۔ چنانچہ مسٹر تنزیل الرحمن نے اس کو سامنے رکھ کر دن رات اس کے اجلاس منعقد کئے، کئی سو صفحات پر مشتمل انہوں نے دستاویز مرتب کی، سفارشات مرتب کیں...... اجلاس بلایا۔ نظم، نعت اور تلاوت کے بعد صدارتی بیان میں انہوں نے اغراض و مقاصد بیان کرنے کے بعد وہ مسودہ اٹھایا اور ضیاء الحق صاحب کو پکڑا دیا اور کہا کہ یہ جتنے ساتھی بیٹھے ہیں، غالباً بارہ ربیع الاول تھی اس میں ملک بھر سے حضرات علماء کرام بھی سیرت کانفرنس کے نام پر جمع تھے تو جسٹس تنزیل الرحمن نے جناب ضیاء الحق کو وہ دستاویز پکڑائی اور یہ کہہ کر کہ آپ اس کو نافذ کریں اس میں دیوبندی، بریلوی، اہل تشیع، اہل حدیث تمام مکاتب فکر متفق ہیں۔ آج کے بعد آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس ملک میں کس فرقے کا اسلام نافذ ہونا چاہئے، آپ اس کو نافذ کریں اس پر تمام مکاتب فکر متفق ہیں۔

میرے بھائیو! پھر وقت آتا ہے جناب پرویز مشرف کا، پرویز مشرف صاحب چن چن کر بے دین لوگوں کو اسلامی نظریاتی کونسل کے اندر لائے، انہوں نے ان تمام تر سفارشات کا جائزہ لینے کے بعد جس طرح ان کا قیمہ کیا، جس طرح ان کا مثلہ کیا، جس طرح ان کی شکل بگاڑی، جس طرح اس کی حیثیت کو مجروح کیا، جس طرح انہوں نے اس کا آپریشن کیا، حلیہ بگاڑا، وہ ایک دردناک کہانی ہے، پورے الحاد اور زندقہ کو اس کے اندر بھر دیا گیا، آگے چل کر ایک وقت آیا، اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب سے جناب زرداری صاحب نے کہا کہ فلاں فلاں مسئلہ پر آپ ہمارے ساتھ تعاون کریں، مولانا فضل الرحمن صاحب نے کہا کہ تعاون کی ایک شرط ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل میں فلاں فلاں ہمارے اراکین کو بھی لیا جائے اور یہ کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا سربراہ بھی ہمارا منتخب عالم دین ہوگا تو یوں مولانا محمد خان شیرانی صاحب اس منصب پر آئے، یہ سابق وزیر اعظم گیلانی صاحب کے زمانے کی بات ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس وقت ہماری قیادت میں سے اصحاب علم اس کے رکن ہیں، جہاں وہ حضرات رکن ہیں وہاں جناب طاہر محمود اشرفی صاحب، مولانا زاہد محمود قاسمی اور دوسرے حضرات بھی اس کے ممبر ہیں۔ میں نے یہ ساری کہانی آپ دوستوں کو اس لئے بتائی کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی جو حیثیت ہے کم از کم وہ آپ کے سامنے آ جائے...

اب میں اس پوزیشن میں ہوں کہ پرسوں جو واقعہ ہوا ہے اس کے متعلق آپ حضرات کی خدمت میں کچھ عرض کروں: ۲۰ تا ۲۲ رجنوری ۲۰۱۵ء اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس کا ایک ایجنڈا تھا، اس ایجنڈے میں جہاں اور چیزیں شامل ہیں وہاں یہ بھی شامل ہے، جناب حافظ طاہر محمود اشرفی رکن کونسل نے تین نکات پر ضابطۂ اخلاق مرتب کرنے کے لئے کہا کہ اقلیتوں کے حقوق کے حوالے سے اس بات کا تعین ضروری ہے کہ کیا پاکستان کے غیر مسلم ذمی ہیں یا ریاست کی تشکیل میں برابر کے حصہ دار؟ نمبر دو...... آئین کی رو سے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا کیا انہیں ارتداد کا مجرم قرار دیا جاسکتا ہے یا دیگر غیر مسلموں کی طرح غیر مسلم ہیں؟ ان کی تکفیر کن اصولوں کے تحت کی جاسکتی ہے؟ الیاس خان ڈائریکٹر جنرل ریسرچ کونسل کے اس پر دستخط ہیں، یہ ایجنڈا زیر بحث آتا تھا ۶ راگست ۲۰۱۵ء کے اجلاس میں مولانا ضیاء القاسمی مرحوم کے صاحبزادے مولانا زاہد محمود قاسمی کے سامنے جب آیا تو انہوں نے ایک کاپی مجھے ڈاک سے بھجوائی کہ اس پر قادیانیت کے متعلق گفتگو ہوتا ہے، آپ حضرات اس پر ہماری راہنمائی کریں۔

جب مولانا زاہد محمود صاحب قاسمی نے یہ حکم فرمایا فتاویٰ ختم نبوت کی جلد اول کے کتاب العقائد میں سے صفحہ ۲۱۳ پر ایک سوال اور جواب ہے، نیچے اس کے تمام تر حوالہ جات کی تخریج کی ہوئی ہے۔ ہم نے اس کا فوٹو کرایا اور اسلامی نظریاتی کونسل کے تمام ارکان کی فہرست حاصل کی اور ان سب حضرات کو ایجنڈا کے ساتھ کورنگ لیٹر اور یہ فتویٰ ہم نے ان سب کے گھروں میں بھجوا دیا۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین (باقی آئندہ)

شادی بیاہ سے متعلق شرعی ہدایات

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ

شادی کے سلسلے میں نکاح سے پہلے کئی دن سے اور نکاح کے کئی دن بعد تک طرح طرح کی تقریبات اور اجتماعات کرنے کا رواج ہمارے یہاں موجود ہے بلکہ روز بروز بڑھتا جارہا ہے اوران میں بے شمار باتیں ناجائز ہوتی ہیں۔ مثلاً فضول خرچی، دکھاوا، بے کار کی رسمیں، وقت اور پیسے کا ضیاع وغیرہ اورواقعہ یہ ہے کہ جب کوئی شادی ہوتی ہے تو مہینوں پہلے سے شادی کرنے والوں پر شادی کا بخار چڑھا ہوتا ہے۔

شاید دنیا کی اور کسی بھی قوم میں شادی کی اتنی رسمیں نہیں ہوتیں جتنی ہندوؤں اور ہمارے ہاں ہوتے ہیں۔ ہمارے اندر یہ رسمیں دراصل ہندوؤں سے ہی آئی ہیں۔ ہمارے جاوید صاحب نے یہ اچھا سلسلہ شروع کیا ہے کہ شادی سے کچھ روز پہلے یہ تقریب منعقد کی ہے الحمدللہ! میں دیکھتا ہوں کہ میمن برادری اور گجراتی برادری میں یہ اچھا سلسلہ چل گیا ہے، اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے۔

نکاح کی تقریب وعظ ونصیحت کا موقع نہیں:

بعض لوگ شادی کے دن نکاح کی تقریب میں یہ چاہا کرتے ہیں کہ کوئی وعظ وتقریر ہوجائے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ وہ موقع وعظ وتقریر کا نہیں ہوتا۔ یہ تفریح اور ملاقاتوں کا ایک اجتماع ہوتا ہے۔ عورتیں، بچے، بڑے اور جوان سب ایک دوسرے سے ملاقاتوں میں مشغول ہوتے ہیں، وہ آتے ہی خوشی منانے کے لئے ہیں۔ اس موقع پر اگر وعظ وتقریر رکھی جائے تو وہ کچھ بے موقع ہوجاتی ہے۔ اس کا خاص فائدہ بھی نہیں ہوتا اور توجہ سے سنی بھی نہیں جاتی۔ یہ بہت اچھا سلسلہ ہے کہ نکاح کی تقریب سے پہلے خاص اس مقصد کے لئے یہ اجتماع رکھا گیا ہے۔

میں رات کو ہونے والی شادی بیاہ کی تقریبات میں حتی الامکان نہیں جاتا، لیکن اس اجتماع میں آنے کا تقاضا اس وجہ سے پیدا ہوا کہ یہ خواتین وحضرات کے لئے ایک اچھا موقع ہے کہ وہ دین کی باتیں سنیں اورہم سنائیں۔

رسموں کی وجہ سے بیٹی زحمت بن گئی:

آج کل شادی بیاہ کی رسموں کی وجہ سے یہ معاملہ اتنا دشوار ہوگیا ہے کہ غریب اور کم مالی گنجائش رکھنے والے لوگوں کے لئے ان رسموں کا پورا کرنا بڑی مصیبت بن گیا ہے۔ میرے ایک رشتہ دار کا واقعہ ہے کہ انہوں نے اپنی تین بیٹیوں کی شادی کی۔ تیسری بیٹی کی شادی کے بعد میری ان سے ملاقات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ: ''میں تو ایک ہی دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! کسی کو بیٹی نہ دینا۔'' غور کیجئے بیٹی تو اللہ کی رحمت ہے، لیکن ان رسموں کی وجہ سے آج وہ زحمت بن گئی ہے۔

کوئی ایک رسم تھوڑی ہے، رسمیں ہی رسمیں ہیں جو منگنی کے وقت سے شروع ہوتی ہیں۔ منگنی ایک مستقل تقریب ہے، جس میں خطیر رقم خرچ ہوتی ہے۔ پھر اسی طرح ہر بعد میں آنے والے مرحلے میں کئی کئی طرح کی رسمیں ادا کی جاتی ہیں اور ان پر بھی ڈھیروں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اب بے چارے وہ لوگ جن کے پاس قارون کا خزانہ نہیں ہے کہ وہ اتنی رسموں کو نبھائیں، قیمتی جہیز دیں، ان کے لئے مسئلہ بن جاتا ہے۔ ایک بھائی نے بڑی دھوم دھام سے شادی کی اور دوسرے کے پاس اتنی وسعت نہیں تو وہ بے چارہ قرضہ لے گا یا کوئی اور ناجائز کام کرے گا۔

آج ہمارے معاشرے میں جو بڑے پیمانے پر کرپشن موجود ہے، اس کی ایک بڑی وجہ فضول خرچی ہے اور فضول خرچی کا ایک بہت بڑا سبب ہماری یہ شادیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بیماریوں سے نجات عطا فرمائے۔ آمین۔

نکاح کے خطبے میں پڑھی جانے والی آیات:

آپ سنتے ہوں گے کہ جب نکاح کا خطبہ پڑھا جاتا ہے تو اس میں تین آیات پڑھی جاتی ہیں:

''یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا۔'' (النساء:۱)

ترجمہ: ''اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے ان کی بیوی کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اور تم اس خدا تعالیٰ سے ڈرو، جس کے نام سے ایک دوسرے سے مطالبہ کرتے ہو اور قرابت سے بھی ڈرو، بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔''

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔''

(آل عمران:۱۰۲)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور پھر بجز اسلام کے کسی حالت پر مت جان دینا۔''

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا۔'' (الاحزاب:۷۰)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو۔''

ازدواجی تعلقات میں تقویٰ کی اہمیت:

ان تینوں آیات میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ ان کا پہلا جملہ ''تقویٰ'' کے حکم پر مشتمل ہے۔ ان آیات کے پڑھنے کا معمول تاجدار کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک چلا آرہا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تین آیات کی کیا خصوصیات ہیں؟ تو جتنا آپ غور کریں گے، یہی بات سمجھ میں آئے گی کہ اس نکاح کے وقت سے لے کر آخر دم تک میاں بیوی دونوں کو جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ خدا کا خوف ہے۔ اگر اللہ سے ڈریں گے تو دونوں ایک دوسرے کے حقوق بھی ادا کریں گے اور ایک دوسرے کو خوش بھی رکھیں گے، بلکہ ایک دوسرے کے خاندان کو ان سے ملنے جلنے والوں کو بھی خوش رکھیں گے، لیکن اگر اللہ کا خوف نہیں ہوگا تو پھر طاقت اور زور میں جس کا پلہ بھاری ہوجائے گا وہ دوسرے کو دبالے گا۔

یوں تو تقویٰ کی ضرورت زندگی کے ہر شعبہ میں ہے، تجارت میں بھی ہے اور سیاست میں بھی، حکومت میں بھی ہے اور عدالت میں بھی، صنعت میں بھی ہے اور زراعت میں بھی، لیکن ازدواجی تعلقات میں تقویٰ کی سب سے زیادہ ضرورت اس وجہ سے ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات کو قانون کے ذریعہ درست نہیں کیا جاسکتا، صرف پولیس کے ڈر سے ان تعلقات کو نہیں نبھایا جاسکتا، عدالتی فیصلوں کے ذریعے سے میاں بیوی ایک دوسرے سے اپنے حقوق نہیں لے سکتے۔ اس کی ایک ادنیٰ سی مثال سمجھیں: مثال کے طور پر ایک شوہر ہے وہ اپنی بیوی کے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا، لیکن مسکرا کر بات نہیں کرتا، جب بھی بات کرتا ہے اس کی تیوریوں پر بل ہوتے ہیں، کیا اس کو کسی عدالت میں آپ چیلنج کرسکتے ہیں؟ یا تھانے میں رپورٹ لکھوا سکتے ہیں، یا فوج لاکر اسے زبردستی مجبور کرسکتے ہیں کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ خندہ پیشانی سے بات کرو، ہرگز نہیں! لیکن اس کی اہمیت اتنی زیادہ ہے کہ اگر وہ مسکرا کر بات نہیں کرے گا تو تعلقات میں اتنی کشیدگی پیدا ہوگی کہ آپ اس کا تصور نہیں کرسکتے، کیونکہ اس سے پہلے نفرت ہوگی، پھر جھگڑے اور ناچاقیاں شروع ہوجائیں گی اور نہ جانے پھر کہاں سے کہاں تک معاملہ پہنچ جائے گا۔

آپ گھر میں مسکراتے ہوئے داخل ہوتے:

تاجدار دوعالم، سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ گھر تشریف لاتے تو آپ کے چہرۂ انور پر تبسم ہوتا۔ ایک مرتبہ آپؐ سفر سے تشریف لائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہونے لگے تو آپ کا چہرۂ انور ناگواری اثرات کی وجہ سے سرخ ہوگیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کی تاب نہ لاسکیں فوراً عرض کیا کہ میں اللہ سے توبہ کرتی ہوں، آپ مجھے بتائیں کہ مجھ سے کیا غلطی ہوئی؟ آپؐ نے فرمایا کہ: پردے پر تصویر لگی ہوئی ہے۔ چنانچہ پھر ان پردوں کو پھاڑا گیا اور ان کو تکیوں میں اس طرح استعمال کیا گیا کہ تصویر ختم ہوگئی۔

اب دیکھئے! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی عادت نہیں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائیں تو آپ کے چہرہ پر تیوریاں پڑی ہوئی ہوں۔ چنانچہ اس کو برداشت نہیں کرسکیں، فوراً معافی مانگی اور وجہ دریافت کی۔

ان چیزوں کا اہتمام تقویٰ کے بغیر نہیں ہوسکتا:

ایک رات کا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں سو رہے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سمجھا کہ میں سوچکی ہوں۔ آپ بہت آہستہ سے اٹھے، پائتی کی طرف سے آہستہ آہستہ چل کر حجرے کے دروازے تک پہنچے، آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر آہستہ سے دروازہ بند کیا، اس کے بعد طویل قصہ ہے، یہاں دیکھنے کی بات یہ ہے کہ آپؐ اس قدر احتیاط سے اٹھے کہ پاؤں کی چاپ نہ سنائی دے۔ دروازہ کھولنے اور دروازہ بند کرنے کی آواز پیدا نہ ہوتا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی نیند خراب نہ ہوجائے۔ ان چیزوں کا اہتمام اللہ کے ڈر اور آخرت کے حساب کے خوف کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ عورت خلقی طور پر کمزور پیدا ہوئی ہے، اگر خدا کا خوف نہیں ہوگا تو اسے مرد دبالے گا اور یہ آج کل ہورہا ہے۔ آج کل بکثرت یہ حال نظر آتا ہے کہ عورتوں کو میراث نہیں ملتی۔ باپ کا انتقال ہوتا ہے، ساری میراث بھائی بانٹ کھاتے ہیں، عورتیں منہ دیکھتی رہ جاتی ہیں۔

بیوی باندی بن کر نہیں آتی:

بہت سے گھروں میں یہ عادت ہے کہ شادی اس لئے کرتے ہیں کہ گھروں میں ایک کام کرنے والی باندی آجائے گی۔ اس پر ساس بھی حکومت چلائے گی اور سسر بھی، دیور بھی حکومت کرے گا اور نندیں بھی، گویا سارے خاندان کی خدمت کرنا اس کا فرض منصبی ہوگا۔ حالانکہ شریعت نے اسے کسی کی باندی نہیں بنایا بلکہ وہ شوہر کی زندگی کی ساتھی ہے۔ شریعت نے کسی کو

یہ حق نہیں دیا کہ اس پر اس طرح حکومت چلائی جائے جس طرح ہمارے معاشرے میں چلائی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ خدا کا خوف نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

حضرت عارفیؒ کا عجیب معمول:

میرے مرشد حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اتنے سال میری شادی کو ہوگئے (غالباً چالیس سال بتلائے) اس عرصے میں میں نے کبھی اپنی بیوی سے لہجہ بدل کر بات نہیں کی اور کبھی میں نے اپنے کسی کام کے لئے نہیں کہا۔ بکثرت ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ بیٹھی ہیں اور گلاس ان کے قریب رکھا ہے، اگر میں گلاس اٹھانا چاہوں تو مجھے اٹھنا پڑے گا اور اگر ان سے مانگوں تو اٹھنا نہیں پڑے گا وہ ہاتھ سے اٹھا دیں گی، لیکن میں کبھی ان سے یہ نہیں کہتا کہ گلاس اٹھا دو، یہ اور بات ہے کہ وہ اپنے شوق سے خود میری خدمت کرتی ہے اور میری راحت رسانی کی فکر کرتی ہے۔

ظاہر ہے کہ جب شوہر ایسا پاک باز ہوگا ایسی رعایت کرنے والا ہوگا، ایسی محبت کرنے والا ہوگا تو بیوی بھی اس پر اپنی جان قربان کرے گی، ویسے بھی ہمارے ہندو پاک کی عورتیں اپنے شوہروں پر سب کچھ قربان کر دیتی ہیں۔ اپنا گھرانہ، اپنا خاندان اور والدین کی آغوش چھوڑ کر دوسرے گھر کو اپنا گھر بنالیتی ہیں۔ اگر شوہر اور سسرال سے ان کو محبت ملے تو اپنا پچھلا گھر بھلا دیتی ہیں، لیکن یہ باتیں خدا کے خوف سے ہی آتی ہیں اور جہاں خدا کا خوف نہیں ہوتا وہاں عورت باندی بن کر رہتی ہے۔ اس کی پٹائی تک کی جاتی ہے، حتیٰ کہ یہ بھی دیکھنے میں آتا ہے کہ دیور نے بھاوج کی پٹائی کردی، یہ کس قدر افسوسناک بات ہے۔

تقریب شادی کے منکرات کے اثرات:

آج کل ہمارے ہاں شادی کے اجتماعات میں طرح طرح کے منکرات ہوتے ہیں، فائرنگ بھی ہوتی ہے، مخلوط اجتماعات بھی ہوتے ہیں، میوزک بھی ہوتا ہے اور دکھاوا اور فضول خرچی وغیرہ سب کچھ ہوتا ہے، جس کا نتیجہ بے برکتی ہے۔ اس بے برکتی کا اثر یہ ہے کہ آج گھر گھر میں ناچاقیاں ہیں، تعلقات میں خرابیاں ہیں، کہیں میاں بیوی کے جھگڑے ہیں، کہیں ساس بہو کے جھگڑے ہیں اور کہیں نند بھابھی کے جھگڑے ہیں اور ان جھگڑوں کے نتیجے میں سارے گھر کی زندگی اجیرن ہو چکی ہے۔ ظاہر ہے کہ جب اللہ کو ناراض کرنے والے اعمال کئے جائیں گے، سنتوں کو پامال کیا جائے گا تو ان شادیوں سے خوشیاں نہیں ملیں گی، گھروں میں راحت اور سکون نہیں ملے گا۔ بعض خواتین کے اندر بری عادتیں ہوتی ہیں مثلاً بدزبانی، بے کار نخرے اور بے ڈھنگا پن۔ یہ بھی شریعت کے خلاف باتیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو یہ تھا کہ اگر میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ شوہر کو سجدہ کرے، تو اللہ تعالیٰ نے شوہر کو اتنا اونچا مقام دیا ہے۔ چنانچہ اگر بے کار کے نخرے اور بدزبانی کرے گی تو وہ گناہ کی مرتکب ہوگی۔ لہٰذا عورتوں کو حتی الامکان بری عادات سے پرہیز کرنا چاہئے تاکہ ان کی وجہ سے تعلقات ناخوشگوار نہ ہوں۔

انتہاپسندی کیا ہے؟

اسلامی شریعت کے اندر اعلیٰ درجہ کا اعتدال اور توازن ہے اور اس میں ہر چیز کی کچھ حدود متعین کی گئی ہیں۔ محبت کی بھی حدود متعین ہیں اور نفرت اور غصے کی بھی۔ اسی طرح کھانے پینے، بولنے، سونے حتیٰ کہ عبادت کی بھی کچھ حدود مقرر کی ہیں، جو ان حدود کی رعایت رکھے گا وہ معتدل ہے اور جو ان حدود کو پھلانگ جائے گا وہ انتہا پسند ہے۔ آج کل ان حدود کا عام طور پر لحاظ نہیں کیا جاتا۔ آج ہی ایک صاحب مجھے اپنے بیٹے کی المناک داستان سنا رہے تھے۔ ان کا بیٹا اعلیٰ تعلیم یافتہ اور امریکا میں مقیم ہے۔ لیکن کسی نقلی پیر صاحب کے ہتھے چڑھ گیا، جس کے نتیجہ میں اس نے اپنے ماں باپ سے تقریباً قطع تعلق کر لیا اور پیر صاحب کا ہو کر رہ گیا۔ برسوں کے بعد امریکا سے یہاں کراچی آیا، ماں باپ سے ملے بغیر پیر صاحب سے ملنے چلا گیا، ماں باپ کو بتائے بغیر پیر صاحب کے کہنے پر شادی کر لی۔ ظاہرا داڑھی بھی، عمامہ بھی اور نماز کی پابندی بھی لیکن یہ سب حرکتیں شریعت کے خلاف بھی کر رہے ہیں۔ دیکھنے میں تو وہ بہت نیک کام کر رہے ہیں لیکن چونکہ یہ سب کچھ شریعت کی حدود کے مطابق نہیں ہو رہا ہے، اس لئے یہ انتہاپسندی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ کا واقعہ:

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاصؓ ایک جلیل القدر صحابی ہیں۔ ان کی خاص بات یہ ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ احادیث لکھیں ہیں۔ ان کے اندر عبادت کا بڑا ذوق تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے طور پر یہ طے کر لیا کہ رات کو عبادت کیا کریں گے اور دن کو روزہ رکھا کریں گے۔ آپ اندازہ کریں کہ جو شخص دن بھر روزہ رکھے اور رات بھر عبادت کرے اس کی بیوی پر کیا بیتے گی؟ چنانچہ کچھ عرصہ بعد بیوی نے دبے الفاظ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت کے بارے میں بتلایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلا کر فرمایا کہ دیکھو: تمہارے اوپر تمہاری جان کا بھی حق ہے، تمہاری بیوی کا بھی حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی حق ہے۔ مطلب یہ کہ اگر تم اس طرح عبادت کرو گے تو بیوی کے حقوق کیسے ادا کرو گے؟ اور اس سے تمہاری صحت بھی خراب ہوجائے گی۔ اس لئے یہ طریقہ ترک کردو، پھر

آپؐ نے فرمایا: اگر روزے رکھنا چاہتے ہو تو مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو، انہوں نے کہا کہ مجھے اور اجازت دے دیجئے، فرمایا کہ اچھا دس روزے رکھ لیا کرو، یہ مزید درخواست کرتے رہے تو آپؐ نے فرمایا: اچھا زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن نہ رکھو۔

دیکھئے روزہ کتنی بڑی فضیلت کی چیز ہے۔ احادیث کے اندر اس کے اس قدر فضائل آئے ہیں کہ جی چاہتا ہے کہ آدمی خوب روزے رکھے، لیکن جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بہت زیادہ روزے رکھنا شروع کئے تو آپؐ نے اس کی حد مقرر کر دی کہ اس سے زیادہ مت رکھو۔

ماں باپ کی خدمت کے لئے بیوی کو حکم نہ دو:

آج کل حقوق کی ادائیگی میں ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگ ماں باپ کے حقوق میں لگے تو بیوی بچوں کے حقوق بھول گئے اور بعض لوگ بیوی بچوں کے حقوق کی ادائیگی میں لگے تو ماں باپ کے حقوق بھول گئے، یہ غلط رویہ ہے۔ بلاشبہ ماں باپ کے حقوق بہت زیادہ ہیں حتی کہ انسانوں میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ حقوق ماں باپ کے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوی اور بچوں کے حقوق بھی انہی کو دے دو، بعض لوگ اپنے ماں باپ کی خدمت اپنی بیوی سے کراتے ہیں، خود تو کام پر چلے گئے اور بیوی کو کام پر لگا دیا، یہ کوئی ثواب اور عبادت کی بات نہیں۔ ماں باپ کی خدمت خود کرو، بیوی کو اس کا حکم نہ دو، ہاں بیوی اگر اپنی خوشی اور شوق سے کرے تو اس کے لئے بڑی سعادت مندی کی بات ہے کہ شوہر کے ماں باپ بھی اس کے ماں باپ کی طرح ہیں۔ اگر وہ خوش دلی سے ان کی خدمت کرے گی تو اس سے خوشگوار تعلقات پیدا ہوں گے۔

تبلیغ میں ضرور جاؤ، لیکن:

میں صاف کہتا ہوں کہ میں تبلیغی جماعت کے کام کو بہت اچھا سمجھتا ہوں اور ہر جگہ کہتا ہوں کہ تبلیغ میں خوب وقت دینا چاہئے، لیکن بعض باتیں (ان میں سب نہیں بلکہ بعض میں) ایسی باتیں آ گئی ہیں جو شریعت کے خلاف ہیں، مثلاً بیوی کے پاس کھانے پینے کا سامان ہو یا نہ ہو، بچوں کو دیکھنے والا کوئی ہو یا نہ ہو، صاحب چلے پر جا رہے ہیں۔ چلے سے خط آتا ہے کہ چار مہینے بعد آؤں گا اور پھر خط آتا ہے کہ ایک سال بعد آؤں گا۔ یہ کہاں کی شریعت ہے کہ بیوی بچوں کو بے یار و مددگار چھوڑ کر نکل گئے کہ اللہ کے راستے میں جا رہا ہوں۔ بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا بھی تو اللہ کا راستہ ہے۔ شریعت کے مطابق زندگی گزارو، بیوی بچوں کے حقوق ادا کرو، تبلیغ میں ضرور وقت لگاؤ لیکن اس طریقہ سے لگاؤ کہ بیوی بچوں کے حقوق پامال نہ ہوں۔

ایک صاحب تبلیغ میں چلے گئے، ان کی بیوی سیدزادی شریف خاندان کی لڑکی تھی، ہمیں اطلاع ملی کہ اس کو کوئی وقت کا فاقہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پہلے بھی فاقے پر فاقے ہوتے رہے ہیں اور یہ صاحب چلے پر جاتے رہتے ہیں۔ ہم نے ان صاحب کو بہت سمجھایا اور بہت ڈانٹا ڈپٹا تو کچھ ان کی روش میں تبدیلی آئی۔

خواتین بھی مردوں کے ساتھ تعاون کریں:

آخر میں میری خواتین سے یہ درخواست ہے کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ مرد اگر ارادہ بھی کرتے ہیں کہ شادی بیاہ کے اندر بری رسموں سے بچیں تو عورتیں عام طور پر مردوں کو اس میں کامیاب نہیں ہونے دیتیں۔ اگر خواتین اس معاملہ میں تعاون کریں گی تو ہم ان رسموں سے اپنے آپ کو آسانی سے بچا سکیں گے۔ الحمدللہ! میمن برادری کے اندر میں دیکھ رہا ہوں کہ خواتین مردوں کے ساتھ اس معاملے میں تعاون کر رہی ہیں۔ اللہ کرے کہ ہماری ساری برادریوں کے اندر یہ صورت پیدا ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو پیسہ دیا ہے تو یہ کیا ضروری ہے کہ شادی کے اندر اسے برباد کیا جائے۔ نیک کاموں میں خرچ کرے تاکہ خود بھی رسموں کے گناہوں سے بچے اور خاندان کے غریب لوگوں کی پریشانی کا باعث بھی نہ بنے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں شادی بیاہ سے متعلق قرآنی تعلیمات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔☆

دعائے صحت کی اپیل

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے فرزند، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ صاحبزادہ مولانا خواجہ عزیز احمد مدظلہ اور خانقاہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ مولانا خواجہ خلیل احمد دامت برکاتہم کے برادر محترم جناب صاحبزادہ رشید احمد صاحب زید لطفہ کئی روز سے سخت علیل اور صاحب فراش ہیں۔

قارئین ہفت روزہ اور حضرت خواجہ رحمہ اللہ کے جملہ متعلقین، مریدین اور عقیدت مندوں سے اپیل ہے کہ صاحبزادہ رشید احمد زید لطفہ کی مکمل صحت یابی اور کامل شفا کے لئے خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفائے کاملہ، عاجلہ، مستمرہ، دائمہ نصیب فرمائے۔ آمین۔ (ادارہ)

اسلامی تجارت

مفتی تنظیم عالم قاسمی

عقائد وعبادات کی طرح معاملات بھی دین کا ایک اہم شعبہ ہے، جس طرح عقائد اور عبادات کے بارے میں جزئیات واحکام بیان کئے گئے ہیں، اسی طرح شریعت اسلامی نے معاملات کی تفصیلات بھی بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے، حلال وحرام، مکروہ اور غیر مکروہ، جائز اور طیب مال کے مکمل احکام قرآن و حدیث میں موجود ہیں اور شریعت کی دیگر جزئیات کی طرح اس میں بھی مکمل راہنمائی کی گئی ہے، جو لوگ نماز اور روزہ کا اہتمام کرتے ہیں، مگر صفائی معاملات اور جائز وناجائز کی فکر نہیں کرتے، وہ بھی اللہ تعالیٰ کے مقرب نہیں ہوسکتے، اس لئے ان کا عمل شریعت پر ناقص ہے، افسوس ہے کہ عرصۂ دراز سے مسلمانوں کے درمیان معاملات سے متعلق جو شرعی احکام ہیں، ان کی اہمیت دلوں سے مٹ گئی ہے اور دین صرف عقائد وعبادات کا نام سمجھا جانے لگا، حلال وحرام کی فکر رفتہ رفتہ ختم ہوگئی ہے اور دن بدن اس سے غفلت بڑھتی جا رہی ہے، جس کے سبب مسلمان اقتصادیات میں پیچھے ہیں اور خاطر خواہ معاشیات میں انہیں ترقی نہیں مل رہی ہے۔

تجارت کسب معاش کا بہترین طریقہ ہے، اسے اگر جائز اور شرعی اصول کے مطابق انجام دیا جائے تو دنیوی اعتبار سے یہ تجارت نفع بخش ہوگی اور اخروی اعتبار سے بھی یہ بڑے اونچے مقام اور انتہائی اجر وثواب کا موجب ہوگی، تجارت اگرچہ دنیا کے حصول اور مالی منفعت کے لئے کی جاتی ہے، تاہم یہ خدا کا فضل ہے کہ زاویۂ نگاہ اگر تھوڑا سا تبدیل کردیا جائے اور تجارت کرنے والے یہ سوچ لیں کہ خدا کا حکم ہے، حلال روزی کی تلاش اور حلال پیسوں کے ذریعے اولاد کی پرورش، بیوی اور والدین کی ضروریات کی تکمیل، اس لئے ماتحتوں کے حقوق ادا کرنے اور غریب ونادار افراد کی مدد کرنے کے لئے یہ کاروبار کررہے ہیں اور پھر وہ کاروبار بھی اسلامی اصول کی روشنی میں کیا جائے تو ایسی تجارت کی بڑی فضیلت آئی ہے اور ایسے افراد کو انبیاء، وصلحا کی معیت کی خوشخبری دی گئی ہے، ایک موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"التاجر الصدوق الأمين مع النبيين والصديقين والشهداء۔"

(سنن الترمذی: ۱۲۵۲)

ترجمہ "جو تاجر تجارت کے اندر سچائی اور امانت کو اختیار کرے تو وہ قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔"

ایک دوسری روایت میں ہے:

"التجار يحشرون يوم القيامة فجاراً الا من اتقى وبر وصدق۔"

(المعجم الكبير للطبراني: ۳۵۴)

ترجمہ: "تجار قیامت کے دن فاسق و فاجر بنا کر اٹھائے جائیں گے، مگر جو لوگ تقویٰ و سچائی اور اچھی طرح سے معاملہ کرے گا وہ اس میں شامل نہیں ہوں گے۔"

ان دونوں احادیث میں تجارت پیشہ افراد کی بظاہر دو حالتیں بیان کی گئی ہیں: ایک میں ان کی مدح بیان کی گئی ہے تو دوسری میں اس کی مذمت، یہ دراصل تاجر کے الگ الگ قسموں کا بیان ہے، جو تاجر نیک نیت اور صالح ہو، تجارت سے کسب حلال کا ارادہ کرتا ہو، ایسے لوگوں کا حشر بھی اچھا ہوگا اور وہ اپنی نیک نیتی اور صالحیت کی بنیاد پر قیامت کے دن اونچے مقام کے حامل ہوں گے اور جو لوگ تجارت اسلامی اصول سے ہٹ کر انجام دیتے ہیں، حلال وحرام کی تمیز کے بغیر صرف دولت جمع کرنا ان کا مقصد ہوتا ہے، فریب دے کر، جھوٹ بول کر، دغا دے کر، دوسروں کی جیب پر ڈاکا ڈال کر، بس ایسے تجارت پیشہ افراد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسق وفاجر کہا اور ان کا حشر بھی قیامت کے دن برے لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

اس لئے اہل علم اور فقہا کرام نے قرآن و حدیث کی روشنی میں کامیاب اور نفع بخش تجارت کے لئے چند اصول بیان کئے ہیں، جن کی روشنی میں تجارت کی جائے تو دنیا میں بھی نفع ہوگا اور آخرت کے اعتبار سے بھی یہ تجارت بے انتہا اجر وثواب کا باعث ہوگی، یعنی ان کی یہ تجارت دین کی سرگرمیوں میں شامل ہوجائے گی، ایک تاجر کو چاہئے کہ تجارت کرتے ہوئے ضرور ان اصولوں کو پیش نظر رکھیں۔ افادۂ عام کے لئے نمبر وار ذیل کی سطروں میں ان اصول وضوابط کو لکھا جا رہا ہے:

۱:... کاروبار کو فروغ دینے کے لئے ہمیشہ سچائی اختیار کیجئے، جھوٹ بولنے اور جھوٹی قسمیں کھا کر جو لوگ اپنی تجارت کو فروغ دیتے ہیں، وقتی طور پر اگرچہ نفع معلوم ہوتا ہے، مگر درحقیقت ایسی کمائی اور ایسی تجارت سے برکت اٹھالی جاتی ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"خریدنے اور بیچنے والے اگر سچائی سے

کام لیں اور معاملے کو واضح کردیں تو ان کی خرید فروخت میں برکت دی جاتی ہے اور اگر دونوں کوئی بات چھپالیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے کاروبار سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔"

(صحیح بخاری:۱۹۷۳)

ایک دوسری روایت میں ہے:

"قیامت کے روز اللہ تعالیٰ تین شخصوں سے بات کرے گا، نہ اس کی طرف منہ اٹھا کر دیکھے گا اور نہ اس کو پاک صاف کرکے جنت میں داخل کرے گا (ان میں سے ایک) جو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنے کاروبار کو فروغ دینے کی کوشش کرتا ہے۔" (صحیح مسلم:۳۰۶)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

"اپنا مال بیچنے کے لئے کثرت سے جھوٹی قسمیں کھانے سے بچو! یہ چیز وقتی طور پر تو فروغ کی معلوم ہوتی ہے لیکن آخر کار کاروبار سے برکت ختم ہوجاتی ہے۔" (صحیح مسلم:۴۲۱۰)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سودا بیچنے والوں کو جھوٹی قسمیں کھانے اور جھوٹ بولنے سے مکمل طور پر احتیاط کرنا چاہئے، جھوٹ کا سہارا لینا خریدار کو دھوکا دینا اور دھوکا دہی بڑے گناہ اور فساد عظیم کا باعث ہے، جس سے اسلام نے سختی سے منع کیا ہے۔

۲:...مال کا عیب چھپانے اور خریدار کو فریب دینے سے پرہیز کیجئے، بسا اوقات مال بیچنے والے نقلی مال اصلی بتا کر بیچتے ہیں اور کبھی مال کے عیوب کو چھپالیتے ہیں، اس طرح مال فروخت کرنے پر وہ اپنے آپ کو ہوشیار، چالاک اور بہت عقلمند تصور کرتے ہیں۔ یاد رکھئے! یہ عقلمند نہیں، انتہائی گھاٹے کا سودا ہے، یہ لوگ دنیا و آخرت دونوں جگہ خسارے میں رہیں گے۔

"ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلے کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس ڈھیر میں ڈالا تو انگلیوں پر کچھ تری محسوس ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلے والے سے پوچھا یہ کیا ہے؟ دکان دار نے کہا: یا رسول اللہ! اس ڈھیر پر بارش ہوگئی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم نے بھیگے ہوئے غلے کو اوپر کیوں نہیں رکھ دیا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے جو شخص دھوکا دے، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔" (صحیح مسلم:۲۹۵)

شریعت کے رو سے تجارت کا اہم اصول یہ ہے کہ مال کا کوئی عیب نہ چھپایا جائے، صاف صاف تمام چیزیں بیان کردی جائیں، ایسے ہی کاروبار میں غیب سے برکت نازل ہوتی ہے اور وہ کاروبار فروغ پاتا ہے۔

۳:... کاروبار میں ہمیشہ دیانت و امانت اختیار کیجئے، مال اچھا ہے تو اچھا بتائے اور خراب ہے تو اس کی بھی وضاحت کردیجئے، کبھی کسی کو خراب مال دے کر یا مجبوری کے وقت عرف و عادت سے زیادہ نفع لے کر اپنی حلال کمائی کو حرام نہ بنائے، حرام رزق ساری برائیوں کی جڑ ہے، اس لئے تھوڑا کمائے، مگر حلال اور طیب مال حاصل کرنے کی کوشش کیجئے، سچے اور امانت دار تاجرین کی حدیث میں بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں۔

۴:... ناپ تول میں کمی نہ کیجئے، تجارتی معاملات میں یا عام لین دین حق دار کو اس کے حق سے کم دینا ہلاکت اور خسارہ کا باعث ہے۔ قرآن نے خاص طور پر اس سے دور رہنے کی ہدایت دی ہے اور ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو اللہ کے غضب سے بچنے کی تلقین کی۔

"وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ ○ الَّذِیْنَ اِذَا اکْتَالُوْا عَلَی النَّاسِ یَسْتَوْفُوْنَ ○ وَاِذَا کَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ یُخْسِرُوْنَ ○ اَلَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ○ لِیَوْمٍ عَظِیْمٍ ○ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○"

(المطففین:۱تا۶)

ترجمہ: "تباہی ڈنڈی مارنے والوں کے لئے جن کا حال یہ ہے کہ جب لوگوں سے لیتے ہیں پورا پورا لیتے ہیں، جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو انہیں کم دیتے ہیں، کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں، اس دن کہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔"

(المطففین:۱تا۶)

اپنا حق کسی کے ذمہ ہو تو اسے حق سے زیادہ وصول کرنا اور دوسروں کا حق اپنے اوپر ہو تو حق سے کم دینا، یہ عام ذہن اور عام سوچ ہے، مگر یہ سوچ اور یہ طریقہ کار درست نہیں ہے، یہ طریقہ اور انداز غیر شرعی اور ناپسندیدہ ہے، ایسے افراد کے لئے خدا نے تباہی اور ہلاکت کی دھمکی ہے، ظاہر ہے، جس کام پر اللہ تعالیٰ ہلاکت کی دھمکی دے اس میں خیر کا کوئی پہلو نہیں ہوسکتا ہے، وہ ہر اعتبار سے برا اور قابل نفرت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو کم تولنے کے بجائے جھکتا تولنے کی نصیحت فرمائی ہے:

"زن و رجح۔" (ترمذی:۱۳۵۳)

ترجمہ: "جب تم وزن کیا کرو تو زیادہ کرو۔"

دوسرے موقع پر فرمایا:

"اذا وزنتم فارجحوا۔"

(ابن ماجہ:۲۳۰۸)

ترجمہ:''جب تم وزن کرو تو زیادہ کرو۔''

۵:... تجارت کرنے کے ساتھ حقوق اللہ کی ادائیگی کا خاص خیال رکھا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ کاروبار میں ڈوب کر خدا سے کنارہ کشی اختیار کرلی جائی، ایسے کاروبار میں کبھی اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوسکتی، تجارت یقیناً اچھی چیز ہے، مگر اس کے حدود میں رہتے ہوئے یہ کیا جائے، ضرورت سے زیادہ اس میں مشغولیت ہلاکت اور موجب خسارہ ہے، اس لئے علماء واہل تحقیق نے لکھا ہے کہ جب کبھی ایسا موقع آئے کہ ایک طرف معاشی تقاضے ہوں اور دوسری طرف دینی تقاضے تو ایک مومن کو چاہیے کہ معاشی تقاضے کو چھوڑ کر دینی تقاضے کی طرف دوڑ پڑے، اگر ایسا کیا تو دنیوی و اخروی دونوں اعتبار سے وہ کامیاب ہوگا۔

اسی طرح تجارت پیشہ افراد کو چاہیے کہ ہاتھ پاؤں کاروبار میں مشغول رکھیں اور اپنے دل ودماغ کو خدا کی یاد میں بسائے رکھیں، ان کی توجہ ہرآن خدا کی طرف لگی ہوئی ہو، جب کبھی اذان ہو فوری طور پر مسجد کی طرف دوڑ پڑیں، اٹھتے بیٹھے، چلتے پھرتے خدا کی حمد وثنا اور عظمت و کبریائی کے کلمات زبان سے نکل رہے ہوں۔

معاش کی اہمیت مومن کو اس دھوکا میں نہ ڈال دے کہ یہی سب سے بڑی چیز ہے اور یہی زندگی کا اصل مسئلہ ہے بلکہ وہ خدا کی رحمت اور اس کے اخروی انعام کو ہی اصل اور سب سے بڑی چیز سمجھیں اور کسی بھی حال میں دنیا سے لو نہ لگائیں۔

حضرات صحابہ کرام تجارت کرتے مگر جب بھی اللہ کا حق سامنے ہوتا تو تجارت کو چھوڑ کر اس کی ادائیگی میں مشغول ہوجاتے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

''کان القوم یتبایعون ویتجرون ولکنھم اذا نابھم حق من حقوق اللہ لم تلھھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ حتی یؤدوہ الی اللہ۔''

(صحیح بخاری، کتاب البیوع باب التجارۃ فی البر)

ترجمہ:''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین خرید وفروخت کرتے، تجارت کرتے لیکن جب انہیں اللہ کے حقوق میں سے کوئی حق پیش آتا تو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے نہ روک سکتی، تا آنکہ وہ اللہ کے حق کو ادا کردیتے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی ہمارے لئے قابل تقلید ہے، جن کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص تربیت فرمائی تھی، ان میں ایمان، اتنا راسخ تھا کہ ایمانی تقاضوں پر کسی شے کا غلبہ نہیں ہوسکتا تھا، وہ وہی کرتے جس کا مطالبہ ایمان کی جانب سے ہوتا، دنیا اور دنیا کی خواہشات نے کبھی ان کے دل ودماغ کو آلودہ نہیں کیا، یقیناً ہمارے لئے ان کی زندگی میں ہزار عبرتیں پوشیدہ ہیں۔

۷:... اپنے مال میں غریبوں کا حق تسلیم کیجئے، اگر آپ صاحب نصاب ہیں تو مکمل حساب وکتاب کرکے زکوٰۃ نکالئے اور صاحب نصاب نہیں ہیں تو بھی فقراء ومساکین کو خدا کے نام پر کچھ نہ کچھ دیتے رہئے، صدقہ وخیرات کی عادت ڈالئے، کسی سائل کو اپنے در سے محروم نہ کیجئے اور نہ اسے ڈانٹئے اور برا بھلا کہئے، کیا معلوم اللہ تعالیٰ کب کس کی زبان سے نکلی ہوئی بات قبول کرلے، وہ شخص خوش ہوگا تو اس کی زبان سے دعائیں نکلیں گی اور نہ دینے پر ناراض ہوگا اور وہ بددعا کرے گا، اس لئے بہتر ہے کہ در پر آنے والا جیسا بھی ہو اسے خالی واپس نہ کریں، اسی طرح دینی اداروں اور ملی کاموں میں بھی مالی تعاون کے ذریعہ حصہ لے کر اپنی اجتماعی حوصلہ مندی اور دین کے لئے سب کچھ قربان کرنے کا ثبوت دیجئے۔

۸:... خریداروں کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا معاملہ کیجئے، اچھے اخلاق، اچھی زبان اور میٹھے الفاظ کے ذریعہ خریداروں کو اعتماد میں لیا جاسکتا ہے، ان کا اعتماد جب آپ پر ہوجائے گا تو دوسری دکانوں کے بجائے وہ آپ کے پاس ہی آئیں گے، ایسے وقت کاروبار کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ ان کے ساتھ خیر خواہی کریں، کم سے کم نفع پر مال دے کر اچھے اخلاق کا ثبوت دیں، ان کو کبھی دھوکا نہ دیں، اگر کبھی وہ آپ سے ادھار مانگیں تو اپنی گنجائش کے مطابق انہیں مایوس نہ کیجئے اور ادھار دینے کے بعد مطالبہ کے وقت سخت لب ولہجہ استعمال نہ کیجئے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

''رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع واذا اشتری و اذا اقتضی۔''

(صحیح البخاری:۲۰۷۶)

ترجمہ:''خدا اس شخص پر رحم فرمائے جو خرید وفروخت اور تقاضا کرنے میں نرمی اور خوش اخلاقی سے کام لیتا ہے۔''

ایک موقع پر یہ بھی فرمایا:

''من سرہ ان ینجیہ اللہ من کرب یوم القیامۃ فلینفس عن معسر او یضع عنہ'' (صحیح مسلم:۴۰۸۳)

ترجمہ:''جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ خدا اس کو روز قیامت کے غم اور گھٹن سے بچائے تو اسے چاہئے کہ تنگ دست قرض دار کو مہلت دے یا قرض کا بوجھ اس کے اوپر سے اتار دے، یعنی معاف کردے۔''

کسی نے اگر قرض لیا ہو، اس سے بھی نرم گفتگو اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے، کیا معلوم کہ وہ کس پریشانی اور تکلیف میں ہے، اللہ کا کرم اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم دوسروں کو قرض دے رہے ہیں، ورنہ ہمیں بھی وہ محتاج بنا سکتا تھا۔

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

۹:... حرام اشیاء کی تجارت نہ کیجئے، جو اشیاء اسلام نے حرام قرار دی ہیں ان کو مال تجارت بنانا یا ان کی خرید وفروخت کرنا بھی حرام ہے، جیسے شراب، افیون، ہیروئن وغیرہ.... اسی طرح لاٹری، سٹہ بازی، قحبہ گری، سودی لین دین، اخلاق سوز فلمیں اور آڈیو ویڈیو کیسٹس، آلات موسیقی، گانے بجانے کے اسکول یا اکیڈمیاں، اخلاق سوز ناول، فحش لٹریچر اور رسالے وغیرہ اس ممانعت میں شامل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام۔"

(صحیح البخاری:۲۲۳۶)

ترجمہ: "اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے۔"

ایک دوسرے موقع پر فرمایا:

"ان اللہ اذا حرم شیئاً حرم ثمنہ۔" (صحیح ابن حبان:۴۹۳۸)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام قرار دیا ہے، اس کی قیمت کو بھی حرام قرار دیا ہے۔"

مذکورہ حدیث میں اگرچہ بعض چیزوں کا تذکرہ ہے مگر جتنے ناجائز امور ہیں ان سب کا یہی حکم ہوگا، مسلمانوں کو چاہئے کہ حرام اور ناجائز چیزوں کو بیع کا مال نہ بنائیں، اس میں گناہ اور عصیان پر تعاون لازم آئے گا، جو بجائے خود غضب الٰہی کو دعوت دیتا ہے۔

۱۰:... دکان کو وقت پر کھولنے کی کوشش کیجئے کہ صبح کی اولین ساعتوں میں کاروبار کا آغاز کیا جائے، اس لئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کے وقت کئے جانے والے کاموں میں برکت کی دعا فرمائی ہے، خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب بھی آپ چھوٹا دستہ یا بڑا لشکر روانہ کرتے تو دن کے ابتدائی وقت روانہ فرماتے۔ روایت میں ہے:

"حضرت صخر رضی اللہ عنہ ایک تاجر تھے، جب وہ اپنے آدمیوں کو تجارت کے لئے روانہ کرتے تو دن کے ابتدائی حصہ میں روانہ کرتے تھے، جس کی وجہ سے وہ صاحب ثروت ہوئے اور ان کے پاس مال کی کثرت وفراوانی ہوگئی۔"

آج مسلمانوں کو بھی چاہئے کہ صبح سویرے ہی سے تجارت وغیرہ کا آغاز کریں، اس طرح سنت پر عمل ہوگا اور برکت کا ذریعہ بھی، ہندو پاک یا وہ ممالک جہاں اس کا رواج نہیں ہے، ان جگہوں میں صبح دکان کھولنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، تاہم سنتوں پر عمل کا اور غیب سے سامان فروخت ہونے کا انتظام ہوگا اور اگر تمام مسلمان مل کر اس پر عمل شروع کردیں تو خود بخود صبح کا کاروبار شروع ہونے کا ماحول بن جائے گا ایسی جگہ جہاں تجارت یا کوئی بھی عمل صبح کی اولین ساعت میں شروع کیا جاسکتا ہے، وہاں اس حدیث پر ضرور عمل کرنا چاہئے۔

اب تک جن باتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ان کا تعلق دنیوی تجارت سے تھا، ایک مسلمان کو دنیوی تجارت اور کاروبار سے زیادہ آخرت کی اس تجارت کی طرف توجہ دینی چاہئے جس کا نفع ابدی اور لازوال ہے، جس پر کبھی فنائیت طاری نہیں ہوگی، جس کی طرف خود اللہ تعالیٰ نے راہنمائی کی ہے اور اس کے ذریعہ جہنم کے دردناک عذاب سے نجات پانے کی تلقین کی ہے:

"یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ہَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَۃٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُجَاہِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِکُمْ وَاَنْفُسِکُمْ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝"

(الصف:۱۰،۱۱)

ترجمہ "اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میں بتاؤں تم کو وہ تجارت جو تمہیں عذاب الیم سے بچائے؟ ایمان لاؤ، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جہاد کو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔"

اہل ایمان کو چاہئے کہ وہ دنیوی تجارت بھی اسلامی اصول وضوابط کے مطابق انجام دیں! اس لئے کہ ایمان والے اسلامی اصول کے پابند ہیں، اگر تجارت قرآن وحدیث کی روشنی میں بتائے گئے اصول کے مطابق انجام دیں تو یہ اسلامی تجارت کہلائے گی اور دنیوی سرگرمیاں بھی فکر آخرت کے دائرے میں شامل ہوجائیں گی، آج ہم اپنے کاروبار کا جائزہ لیں، کیا ہماری تجارت دکانیں اور اقتصادی سرگرمیاں بتائے گئے اصول کے مطابق ہیں؟ آج ہر آدمی کی خواہش مال ودولت جمع کرنا ہے، خواہ وہ حلال راستے سے ہو یا حرام طریقے پر، جس کے سبب مسلمان گھروں سے روحانیت ختم ہوگئی ہے، مال کی کثرت کے باوجود زندگی اور عمل میں خیر وبرکت نہیں، حقیقی سکون اور قلبی طمانیت سے ہم محروم ہیں، اگر آپ چاہتے ہیں کہ روح کو بالیدگی اور قلب کو سکون ملے پُرلطف زندگی آپ کو پیاری ہے تو اسلامی تجارت کو اپنایئے اور اسی کے ساتھ اس تجارت کو بھی ذہنوں سے اوجھل نہ ہونے دیجئے جو جہنم کی جھلسا دینے والی آگ سے نجات دلانے والی ہے کہ یہی کامیابی حقیقی کامیابی اور لازوال عیش ہے۔

☆☆......☆☆

مرتد و زندیق کے شرعی احکام!

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

دوسری قسط

مرزا بشیر احمد دُوسری جگہ لکھتا ہے:

''مسیحِ موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے، جو اِشاعتِ اسلام کے لئے دوبارہ دُنیا میں تشریف لائے، اس لئے ہم کو نئے کلمے کی ضرورت نہیں، ہاں! محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی، فتدبر۔''

(کلمۃ الفصل ص:۱۵۸)

☆:...ان کا یہ عقیدہ ہے کہ شریعتِ محمدیہ کی پیروی موجبِ نجات نہیں، جب تک کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی و تعلیم کی پیروی نہ کی جائے، پس جس طرح کہ مسلمانوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے حضراتِ انبیائے سابقین علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ ہوچکی ہیں اور اَب ان کی پیروی موجبِ نجات نہیں، اسی طرح قادیانیوں کے نزدیک شریعتِ محمدیہ بھی منسوخ ہوچکی ہے اور مرزا غلام احمد قادیان کی پیروی کے بغیر نجات نہیں۔

☆:...قادیانیوں کے اس طرح کے سینکڑوں کفریہ عقائد ہیں، مثلاً ملائکہ کا اِنکار، حشرِ جسمانی کا اِنکار، معراجِ جسمانی کا اِنکار، وغیرہ۔ جن کی تفصیل علمائے اُمت مختلف کتابوں میں فرماچکے ہیں۔ اور اس ناکارہ نے ان کے مندرجہ بالا عقائد اپنے رسالے ''قادیانیوں کی طرف سے کلمۂ طیبہ کی توہین'' میں باحوالہ درج کردیے ہیں، اس کا مطالعہ ضرور کیا جائے اور اسے زیرِ نظر تحریر کا ایک حصہ تصوّر کیا جائے۔ ان تمام کفریات کے باوجود وہ پوری ڈھٹائی اور بے حیائی کے ساتھ، قرآن و سنت میں تحریف اور تأویلِ باطل کا اِرتکاب کرتے ہیں، اور دینِ مرزائیت کو اِسلام اور دینِ محمدی کو کفر ثابت کرنے کی جسارت کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر اِلحاد و زندقہ کیا ہوسکتا ہے؟ اس لئے قادیانی بلاشبہ ملحد و زندیق ہیں اور ان کا وہی حکم ہے جو علامہ شامیؒ نے دروزیہ، تیامنہ، نصیریہ اور قرامطہ کا لکھا ہے کہ یہ واجب القتل ہیں اور ان کی توبہ قابلِ قبول نہیں۔

علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

''يعلم مما هنا حكم الدروز والتيامنة فانهم في البلاد الشامية يظهرون الاسلام والصوم والصلوٰة مع أنهم يعتقدون تناسخ الأرواح وحل الخمر والزنا وأن الألوهية تظهر في شخص بعد شخص ويجحدون الحشر والصوم والصلوٰة والحج، ويقولون المسمّٰى به غير المعنى المراد ويتكلمون في جناب نبينا صلى الله عليه وسلم كلمات فظيعة، وللعلامة المحقق عبدالرحمٰن العمادى فيهم فتوى مطولة، وذكر فيها أنهم ينتحلون عقائد النصيرية والاسماعيلية الذين يلقبون بالقرامطة والباطنية الذين ذكرهم صاحب المواقف، ونقل عن علماء المذاهب الأربعة أنه لا يحل اقرارهم في ديار الاسلام بجزية ولا غيرها، ولا تحل مناكحتهم ولا ذبائحهم وفيهم فتوى في الخيرية أيضًا فراجعها. والحاصل أنهم يصدق عليهم اسم الزنديق والمنافق والملحد، ولا يخفى أن اقرارهم بالشهادتين مع هذا الاعتقاد الخبيث لا يجعلهم في حكم المرتد لعدم التصديق، ولا يصح اسلام أحدهم ظاهرًا الا بشرط التبرى عن جميع ما يخالف دين الاسلام لأنهم يدعون الاسلام ويقرون بالشهادتين وبعد الظفر بهم لا تقبل توبتهم أصلًا۔''

(رد المحتار للشامی، ج:۴، ص:۲۴۴)

ترجمہ:...''یہیں سے دروزیہ اور تیامنہ کا حکم معلوم ہوجاتا ہے، یہ لوگ شام کے علاقوں میں اِسلام کا اِظہار کرتے ہیں، نماز روزہ کرتے ہیں، حالانکہ وہ تناسخِ اَرواح کے قائل ہیں اور خمر اور زنا کو حلال سمجھتے ہیں، ان کا عقیدہ ہے کہ اُلوہیت یکے بعد دیگرے مختلف اَشخاص میں ظہور کرتی ہے، وہ حشر و نشر، نماز روزہ اور حج کے قائل نہیں، ان کا کہنا ہے کہ مسمّٰی بہ معنیٔ مراد کے علاوہ ہے، اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

جناب میں ناشائستہ کلمات کہتے ہیں۔ علامہ محقق عبدالرحمن عمادی کا ان کے بارے میں ایک طویل فتویٰ ہے، اس میں موصوف نے ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ نصیری اور اسماعیلی لوگوں کے عقائد رکھتے ہیں، جن کو قرامطہ اور باطنیہ کہا جاتا ہے، اور جن کا ذکر صاحب مواقف نے کیا ہے۔ اور انہوں نے مذاہب اربعہ کے علماء سے نقل کیا ہے کہ ان کو دارالاسلام میں ٹھہرانا حلال نہیں، نہ جزیہ لے کر، اور نہ اس کے بغیر۔ نہ ان سے رشتہ ناتا جائز ہے، اور نہ ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ ان کے بارے میں فتاویٰ خیریہ میں بھی ایک فتویٰ ہے، اس کی طرف مراجعت کی جائے۔

حاصل یہ ہے کہ ان پر ''زندیق''، ''منافق'' اور ''ملحد'' کا مفہوم صادق آتا ہے، ظاہر ہے کہ ان خبیث عقائد کے باوجود ان کا شہادتین کا اقرار کرنا، ان کو مرتد کے حکم میں قرار نہیں دیتا، کیونکہ یہاں تصدیق مفقود ہے، اور ان میں سے کوئی شخص اسلام کا اظہار کرے تو وہ قابل قبول نہیں، جب تک کہ ان تمام عقائد سے براءت کا اظہار نہ کرے جو دین اسلام کے خلاف ہیں، کیونکہ وہ پہلے ہی سے اسلام کے مدعی ہیں اور شہادتین کا اقرار کرتے ہیں، اگر یہ لوگ قابو میں آجائیں تو ان کی توبہ قطعاً قبول نہیں۔"

زندیق کا حکم:

تمام ائمہ کے نزدیک زندیق کا حکم وہی ہے جو مرتد کا ہے، چنانچہ:

۱:...زندیق، مرتد کی طرح واجب القتل ہے۔

۲:...اس سے رشتہ ناتا ناجائز اور باطل ہے۔

۳:...اور اس کا ذبیحہ حرام اور مردار ہے۔

بلکہ ایک اعتبار سے زندیق کا کفر، مرتد سے بھی بدتر ہے، کیونکہ باجماعِ اُمت مرتد کو توبہ کی تلقین کی جاتی ہے، اور اگر وہ توبہ کرکے دوبارہ مسلمان ہوجائے تو اس سے قتل کی سزا ساقط ہوجاتی ہے۔ لیکن زندیق کی توبہ میں اختلاف ہے، امام شافعیؒ اور مشہور روایت میں امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ اگر وہ سچے دل سے تائب ہوجائے تو اس سے قتل ساقط ہوجائے گا۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ زندیق کی توبہ قبول نہیں، یعنی وہ توبہ کا اظہار کرے تب بھی اس سے قتل کی سزا ساقط نہیں ہوگی۔ امام ابوحنیفہؒ سے بھی یہی منقول ہے کہ زندیق کی توبہ نہیں، امام احمدؒ سے بھی ایک روایت یہی ہے۔ فتاویٰ قاضی خان، بحرالرائق اور درمختار وغیرہ میں یہ تفصیل ذکر کی گئی ہے کہ اگر زندیق ازخود آکر توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، اور قتل کی سزا اس سے ساقط ہوجائے گی۔ لیکن اگر وہ گرفتار ہونے کے بعد توبہ کرے تو اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ واجب القتل ہے۔ فقہ مالکی کی معروف کتاب المواہب الجلیل میں بھی یہی تفصیل ذکر کی گئی ہے۔

اس سلسلے میں فقہاء کی درج ذیل تصریحات ملاحظہ فرمائیں:

امام ابوبکر جصاصؒ لکھتے ہیں:

"قال أبو حنيفة: اقتل الزنديق سرًّا فان توبته لا تعرف. قال مالك: يقتل الزنادقة ولا يستتابون."

(احکام القرآن للجصاص ج:۲ ص:۲۸۲)

ترجمہ:... "امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ: زندیق کو موقع پاکر چپکے سے قتل کردو، کیونکہ اس کی توبہ معروف نہیں۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ: زندیقوں کو قتل کیا جائے گا اور ان سے توبہ نہیں لی جائے گی۔"

درمختار میں ہے:

"وكذا الكافر بسبب الزندقة لا توبة له، وجعله في الفتح ظاهر المذهب لكن في حظر الخانية الفتوى على أنه اذا أخذ الساحر أو الزنديق المعروف الداعي قبل توبته ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل، ولو أخذ بعدها قبلت." (درالمختار ج:۴ ص:۲۴۲)

ترجمہ:... "اور اسی طرح جو شخص زندقہ کی وجہ سے کافر ہوگیا ہو، اس کی توبہ قابل قبول نہیں، اور فتح القدیر میں اس کو ظاہر مذہب بتایا ہے، لیکن فتاویٰ قاضی خان، کتاب الحظر والاباحہ میں ہے کہ فتویٰ اس پر ہے جب جادوگر اور زندیق جو معروف اور داعی ہو توبہ سے پہلے گرفتار ہوجائیں، اور پھر گرفتار ہونے کے بعد توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول نہیں، بلکہ ان کو قتل کیا جائے، اور اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کرلی تو توبہ قبول کی جائے گی۔"

البحرالرائق میں ہے:

"لا تقبل توبة الزنديق في ظاهر المذهب وهو من لا يتدين بدين ...... في الخانية قالوا ان جاء الزنديق قبل أن يؤخذ فأقر أنه زنديق فتاب عن ذلك تقبل توبته، وان أخذ ثم تاب لم تقبل توبته ويقتل." (البحرالرائق ج:۵ ص:۱۳۶)

ترجمہ:... "ظاہر مذہب میں زندیق کی توبہ قابل قبول نہیں اور زندیق وہ شخص ہے جو دین کا قائل نہ ہو، اور فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ اگر زندیق گرفتار ہونے سے پہلے خود آکر اقرار کرلے کہ وہ زندیق ہے، پس اس سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہے، اور اگر گرفتار ہوا پھر توبہ کی، تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی بلکہ اسے قتل کیا جائے گا۔"

(جاری ہے)

مرزائیت اور عدالتی فیصلے!

قسط:۷

مولانا شاہ عالم گورکھپوری

قارئین کرام! یہاں بھی غور کیا جائے تو حاکم وقت کے سامنے مرزا کی زبان اور علماء اسلام کی زبان میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مذہبی نقطۂ نگاہ سے علماء اسلام واشگاف انداز میں مرزا اور اس کی جماعت مرزائیہ کی وہی حقیقت بیان کرتے آئے ہیں جس حقیقت کا اعتراف مرزا نے چاپلوسی کے انداز میں حکام بالا کے سامنے کیا ہے کہ قادیانیت نے فرنگی سازش کے پیٹ سے جنم لیا ہے اور مرزا بہادر انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے، وہ خود ہی اپنے آپ کو حقیر، خاکسار بتاتا ہے جیسا کہ اپنی زبان و بیان کی روشنی میں آج بھی ہے پھر دعویٰ مہدویت، مسیحیت اور نبوت وغیرہ بلند و بالا مقام مناصب سے بھلا اُس ''خاکسار'' کا کیا واسطہ؟ اور اس کو ''انگریزوں کا خود کاشتہ پودا'' کہنا تہذیب جدید کے خلاف اور تلخ کلامی میں کیوں داخل ہوگیا؟

۳:...۳۱/اگست ۱۸۹۸ء:

حکومت برطانیہ کے اعلیٰ عہدیداروں سے گہرا ربط وضبط رکھنے اور ہندوستان کی آزادی کے خلاف اپنی تمام تر خدمات پیش کرنے اور تمام تر وفاداریاں جتلانے کے باوجود حیرت ہے کہ رئیس قادیان (مرزا) کے ساتھ انکم ٹیکس کا معاملہ پیش آگیا۔ مسٹر ڈیکسن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر، ضلع گورداسپور کی عدالت میں مرزا نے ٹیکس کے خلاف عذرداری ٹیکس نمبر ۴۶/۵۵ پر منشی تاج الدین تحصیل دار پرگنہ بٹالہ نے رپورٹ لکھی۔ رپورٹ میں منشی جی نے رئیس قادیان (جو جھوٹ بول کر اپنے کو فقیر قادیان ثابت کرنا چاہتا تھا) کے حلفیہ بیانات اور اپنی تحقیقات کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ تقریباً انہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے:

''مرزا مغل خاندان میں سے ہے.... اپنے ابتدائی ایام میں (منشی گیری کی) ملازمت کرتا رہا لیکن ملازمت وغیرہ چھوڑ کر اپنے مذہب کی طرف رجوع کیا اور اس امر کی ہمیشہ سے کوشش کرتا رہا کہ وہ ایک مذہبی پیشوا مانا جائے.... مرزا نے اپنے بیان حلفی میں یہ لکھوایا کہ اس کو زمین سے تخمیناً تین سو روپے، باغ سے پانچ سو روپے سالانہ کی آمدنی ہے جبکہ مریدوں سے اس سال پانچ ہزار روپے کی آمدنی ہوئی.... جس قدر آمدنی مریدوں سے ہوتی ہے اس کو خیرات کا روپیہ قرار دیا جائے جیسا کہ گواہان نے بالعموم بیان کیا تو مرزا غلام احمد پر موجودہ انکم ٹیکس بحال نہیں رہ سکتا۔ لیکن جب دوسری طرف یہ خیال جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے آباؤ اجداد رئیس رہے ہیں اور ان کی آمدنی معقول رہی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی ملازم رہا ہے تو ضرور گمان گزرتا ہے کہ وہ ایک مال دار شخص اور قابل ٹیکس ہے۔ مرزا صاحب کے اپنے بیان کے مطابق حال ہی میں اس نے اپنا باغ اپنی زوجہ کے پاس گروی رکھ کر اس سے چار ہزار روپے کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول پایا ہے تو جس شخص کی عورت اس قدر روپیہ دے سکتی ہو اس کی نسبت گمان گزرتا ہے کہ وہ مال دار ہوگا۔'' (خلاصہ رپورٹ منشی تاج الدین، مندرجہ ضرورۃ الامام، خزائن......ج:۱۳)

مرزا نے عذرداری کا مقدمہ داخل کر کے سچ یا جھوٹ بول کر انکم ٹیکس تو ضرور معاف کرالیا ہوگا لیکن مقدمے کی تحقیقاتی رپورٹ سے اس کی وہ اصلیت اور حقیقت واضح ہوگئی جس کی دعویٰ پارسائی کی آڑ میں وہ ہمیشہ پردہ داری کرتا آیا تھا۔ مثلاً یہ کہ:

۱:...وہ حدیث پاک میں وارد ''حکماً وعدلاً'' کا مصداق نہیں ہوسکتا، کیونکہ اس نے اپنا فیصلہ خود ہی دشمنان اسلام کی عدالت سے کرایا ہے۔

۲:...وہ مہدی موعود کے دعویٰ میں جھوٹا ہے، کیونکہ مہدی کے لئے فاطمی النسل ہونا ضروری ہے جبکہ مرزا جی مغل کا بچہ ہے۔

۳:...اسی طرح مامور من اللہ اور ملہم من اللہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ وہ ڈھونگی ہے اس کے سر میں ہمیشہ مذہبی پیشوائی کا سودا سوار رہتا تھا۔

۴:...مرزا اور اس کے اہل خانہ کی تعیش سے بھرپور زندگی، لاکھوں لاکھ روپے کے زیورات اور ان سب کے ساتھ ساتھ خود اس کی اپنی رفیقہ حیات کا اس پر اعتماد نہ ہونا اور بوقت ضرورت گروی رکھ کر نقدی فراہم کرنا، یہ سب وہ باتیں ہیں جو ایک عام دینی اور روحانی شخصیتوں کی زندگی سے بھی میل نہیں کھاتیں۔ خدائی مامورین کی زندگی سے تقابل کرنا تو ان ہستیوں کی توہین ہے۔

حاصل کلام یہ کہ کورٹ کی اپنی تحقیقاتی زبان میں منشی جی نے وہی کچھ کہا جو علماء اسلام مرزا

قادیانی کی نسبت مذہبی زبان میں کہا کرتے ہیں کہ وہ اپنی دعویٰ پارسائی، دعویٰ مہدویت سے لے کر نبوت تک تمام دعاوی میں جھوٹا ہے، کیونکہ اس کو شرافت کی زندگی سے بھی کوئی واسطہ نہیں؟ جابجا خود ہی مرزا نے اپنی کتابوں میں اپنے آپ کو رئیس قادیان لکھا ہے، جیسا کہ رپورٹ سے بھی ظاہر ہے، مگر محض پیسے بچانے کی خاطر جھوٹ بول کر انکم ٹیکس معاف کراتا ہے۔

۴:... ۲۴رفروری ۱۸۹۹ء:

مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کے ہم مکتب تھے۔ مرزا کی کتاب ''براہین احمدیہ'' پر تبصرہ لکھ کر انہوں نے حق دوستی بھی ادا کی لیکن چند ہی دنوں بعد موصوف بھی وہی کچھ کہنے لگے جو علماء پہلے سے کہتے آرہے تھے۔ مولانا بٹالوی نے اپنے گہرے دوست مرزا قادیانی کے کردار وعمل میں اور خدا کے نام پر بناوٹی الہامات وپیش گوئیوں کے مابین کھلا تضاد دیکھ کر جب انہیں رہا نہ گیا تو اپنے دوست کو دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری کے تحت ایک مقدمہ داخل کر کے مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداس پور کی عدالت میں دھر گھسیٹا۔ تفصیل سے مقدمے کی سماعت کے بعد ۲۴رفروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ میں مسٹر ڈوئی نے مجرم گردانتے ہوئے عدالت میں حاضر کر کے مرزا کو جو سزا دی وہ آج بھی مرزائی مذہب کے ماننے والوں کے لئے سوہان روح اور ایک عبرتناک سبق ہے۔ جھوٹے الہامات، من گھڑت پیشگوئیوں اور اپنی بدزبانی کی پاداش میں مرزا کو کورٹ میں جو حلف نامہ داخل کرنا پڑا اس کے ہر ہر جز کی تہہ تک پہنچنا قارئین کے لئے مشکل نہیں اس لئے تبصرہ سے گریز کرتے ہوئے صرف حلف نامہ نقل کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے:

''میں مرزا غلام احمد اپنے آپ کو بحضور خداوند تعالیٰ حاضر جان کر بہ اقرار صالح کرتا ہوں کہ:

۱:... آئندہ ایسی پیشگوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا مناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جاوے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہو، شائع کرنے سے اجتناب کروں گا۔

۲:... میں اس سے بھی اجتناب کروں گا، شائع کرنے سے کہ خدا کی درگاہ میں دعا کی جاوے کہ کسی شخص کو تحقیر (ذلیل) کرنے کے واسطے، جس سے ایسا نشان ظاہر ہو کہ وہ شخص مورد عتاب الٰہی ہے یا یہ ظاہر کرے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب ہے۔

۳:... ایسے الہام کی اشاعت سے بھی پرہیز کروں گا، جس سے کسی شخص کا تحقیر (ذلیل) ہونا یا مورد عتاب الٰہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جاتے ہوں۔

۴:... میں اجتناب کروں گا ایسے مباحثے میں مولوی ابوسعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف گالی گلوچ کا مضمون یا تصویر لکھوں یا شائع کروں جس سے اس کو درد پہنچے۔

میں اقرار کرتا ہوں کہ اس کے یا اس کے کسی دوست یا پیرو کے برخلاف اس قسم کے الفاظ استعمال نہ کروں گا جیسا کہ دجال، کافر، کاذب، بطالوی۔ میں کبھی اس کے آزادانہ زندگی یا خاندانی رشتہ داروں کے خلاف کچھ شائع نہ کروں گا، جس سے اس کو آزار پہنچے۔

۵:... میں اجتناب کروں گا مولوی ابو سعید محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کو مباہلہ کے لئے بلاؤں۔ اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کہ مباحثہ میں کون صادق اور کون کاذب ہے؟ نہ میں اس محمد حسین یا اس کے کسی دوست یا پیرو کو اس بات کے لئے بلاؤں گا کہ وہ کسی کے متعلق کوئی پیشگوئی کریں۔

۶:... میں حتی الوسع ہر ایک شخص کو جس پر میرا اثر ہوسکتا ہے، اس طرح کاربند ہونے کی ترغیب دوں گا جیسا کہ میں نے فقرہ نمبر ۱،۲،۳،۴ اور ۵ میں اقرار کیا ہے۔

۲۴رفروری ۱۸۹۹ء

دستخط مسٹر ڈوئی بحرف انگریزی، دستخط مرزا غلام احمد

دستخط کمال الدین پلیڈر وکیل مرزا صاحب

(تازیانہ عبرت:۷۹، مجموعہ اشتہارات ص:۱۴۴، ج:۳)

قارئین کرام! خدائی مامورین اور ان کے متبعین کی سیرت وسوانح سے تاریخ بھری پڑی ہے، ان کی زبان فحش کلامی گالی گلوچ سے کبھی آلودہ نہیں ہوتی وہ شیریں کلام اور پاکیزہ زبان ہوتے ہیں، طنز، تعریض، تفضیح وتضحیک وغیرہ سے ان کو فطرتاً کوئی مناسبت نہیں ہوتی۔ مگر مرزا بہادر ہے کہ ان تمام قبیح حرکات سے آئندہ اجتناب کرنے کا کورٹ میں حلف اٹھاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ خدائی مامورین کی زبان کبھی ظالم وجابر حکومت کی تائید تعریف سے ملوث نہیں ہوتی اور مرزا بہادر کا حال یہ ہے کہ ظالم اور غاصب انگریزوں کی مدح سرائی کرتا ہے۔ ایک طرف مرزا خود ہی لکھتا ہے کہ:

''مامور من اللہ میں ایک شجاعت ہوتی ہے، اس لئے وہ کبھی بھی اپنے پیغام پہنچانے اور اس کی اشاعت حق میں نہیں ڈرتا۔''

(ملفوظات:۳، ص:۱۸ مطبوعہ ربوہ)

دوسری جانب مرزا بہادر یہ اقرار خود ان تمام اخلاقی پستیوں سے پُر ہے۔

(جاری ہے)

فاضل اجل، عالم بے بدل مولانا محمد عبداللہ بھکر

حیات وخدمات کی ایک جھلک

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکر کا ابتدا جماعتی تعلق مجلس احرار اسلام، بعدازاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تھا۔ ۱۹۵۶ء میں جب جمعیت علماء اسلام کی نشاۃ ثانیہ ہوئی اور امام الاولیا حضرت اقدس مولانا احمد علی لاہوریؒ امیر اور مولانا غلام غوث ہزارویؒ ناظم اعلیٰ چنے گئے اور مولانا ہزارویؒ نے ملک کے طول وعرض میں دورے کئے، مسلک حقہ کے علماء کرام کو جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم پر جمع کرنا شروع کیا تو مولانا ہزارویؒ بھکر بھی تشریف لے گئے اور مولانا عبداللہ ان دنوں بالکل نوجوان تھے، انہوں نے ایک ملاقات میں راقم سے فرمایا کہ مولانا ہزارویؒ نے مجھے بھی جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کی دعوت دی۔ میں نے کہا کہ آپ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ سے بات کریں کہ انہوں نے مجھے مجلس کی ذمہ داری سپرد کر رکھی ہے تو مولانا ہزارویؒ نے یا مولانا محمد عبداللہ نے خود حضرت جالندھریؒ سے مولانا ہزارویؒ کی خواہش کا اظہار فرمایا تو مولانا جالندھری نے جمعیت علماء اسلام میں شمولیت کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اس طرح مولانا جمعیت میں آ گئے لیکن مجلس سے بھی تعلق برقرار رکھا، جب بھی ملتان آنا ہوتا تو مولانا اکثر و بیشتر دفتر میں اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرماتے۔

آپ نے سولہ سال کی عمر میں ۱۹۵۳ء کی تحریک میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے ساتھ میانوالی ضلع کی بستی بستی، قریہ قریہ گھوم پھر کر تحریک کے لئے ورکر تیار کئے۔ میانوالی بہادر مسلمانوں کا علاقہ ہے۔ حضرت مولانا، حضرت خواجہ خواجگانؒ اور مولانا محمد رمضانؒ میانوالی نے تحریک کے لئے رضا کار بھرتی کئے اور کانفرنس کے مصارف کے لئے لوگوں کو مالی امداد و اعانت کے لئے بھی دعوت دی۔ مذکورہ بالا حضرات کی للہیت اور اخلاص کی برکت سے پورے ضلع میں رضا کاروں کی ایک کھیپ تیار ہوگئی اور خاصی مالی اعانت بھی میسر آئی۔ دسیوں رضا کاروں نے تحریک کا لاوٗ گرم کرنے کے لئے گرفتاریاں پیش کیں اور گرفتاری کے دوران آنے والی تکالیف اور مصائب کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک، بعدازاں جمعیت علماء اسلام کے قیام کے لئے بھی خوب دوڑ دھوپ کی اور میانوالی کے کالا باغ کے نوابوں کے مظالم کو خاطر میں نہ لائے اور اس طرح اپنے ضلع میں جمعیت کو عوامی جماعت بنانے میں بھی خوب متحرک رہے۔

۱۹۷۴ء کی تحریک میں مردانہ وار حصہ لیا۔ جلسے، جلوس، مظاہرے غرضیکہ مرکزی مجلس عمل جو پروگرام مرتب کرتی، آپ حافظ ممتاز علیؒ سے مل کر انہیں عملی جامہ پہنانے میں موثر کردار ادا کرتے تا آنکہ اتحاد امت کی برکت سے مسجد کے محراب و منبر سے اٹھنے والی آواز آپ کی سیاسی جماعت جمعیت علماء اسلام اور دیگر مذہبی و سیاسی جماعتوں نے اپنے شاندار اتحاد کے ساتھ قادیانی جماعت کے لیڈر مرزا ناصر کو مخبوط الحواس بنادیا اور اس نے اراکین اسمبلی علماء کرام کے سوالات کے جوابات دینے سے انکار کردیا تو حکومت نے مجلس عمل کی مشاورت سے پوری اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر اسے عدالتی اختیار دے دیئے اور اٹارنی جنرل جناب یحیٰ بختیار ایڈووکیٹ کو جرح کے لئے مقرر کیا۔ مجلس عمل کے قائدین علماء کرام اٹارنی جنرل کی تیاری کراتے اور وہ اسمبلی میں گرجتے۔ گیارہ دن قادیانی جماعت کو اور دو دن لاہوری گروپ کو اپنے دفاع کا موقع دیا۔ بالآخر ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء ۱۳ دن کی بحث کے بعد اراکین اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا۔ میانوالی اور بھکر سمیت پورے ملک میں اس عظیم الشان فیصلہ کا بھرپور خیر مقدم کیا گیا۔ جلسوں، جلوسوں کے ذریعہ اس فیصلہ کا سراہا گیا۔

تحریک نظام مصطفیٰ میں کردار: آپ نے تحریک نظام مصطفیٰ ۱۹۷۷ء جو بھٹو آمریت کے خلاف چلائی گئی، اس میں بھی آپ نے نمایاں کردار ادا کیا۔ جیلوں کے ذریعہ آنے والی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے نمایاں کردار ادا کیا انتظامیہ نے آنجناب اور حافظ ممتاز علیؒ کو تین ماہ کے لئے ضلع بدر کردیا۔ ان دنوں جمعیت علماء اسلام کی قیادت حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ اور جانشین شیخ التفسیر مولانا عبیداللہ انورؒ فرما رہے تھے۔ ان حضرات کی قیادت اور راہنمائی نے آپ کو کندن بنادیا اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کے لئے دن رات محنتیں کیں۔

تحریک بحالی جمہوریت: مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ کی وفات کے بعد جمعیت علماء اسلام دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، جس کا سبب ایم آر ڈی اور جنرل ضیاء الحق کے ساتھ شمولیت تھی۔ آپ جمعیت علماء اسلام کے اس حصہ اور گروپ کے ساتھ رہے جس کی قیادت مولانا حامد میاں، مولانا فضل الرحمن، حضرت میاں سراج احمد دین پوریؒ کے ہاتھوں میں رہی۔ ایم آر ڈی کے پلیٹ فارم سے آپ نے مارشل لاء کے خلاف اور بحالی جمہوریت کے لئے موثر کردار ادا کیا۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۸۴ء: ۱۹۸۳ء میں ختم نبوت کے عنوان سے تیسری تحریک چلی جس کی قیادت خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس سرہ کے ہاتھ میں تھی۔ آپ اس تحریک میں حضرت کے شانہ بشانہ رہے تا آنکہ ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء اس وقت کے صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸-سی کا اضافہ کر کے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر قدغن لگادی۔ الحمدللہ علی ذلک۔

اصلاحی تعلق: آپ کا اصلاحی تعلق قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے ساتھ تھا۔ حضرت کی وفات کے بعد خانقاہ سراجیہ سے اپنا تعلق قائم کرلیا اور حضرت خواجہ صاحبؒ کی وفات کے بعد بھی خانقاہ شریف سے تعلق نہیں چھوڑا۔

تصنیف وتالیف: آپ کو اللہ پاک نے لکھنے پڑھنے کے ذوق سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا۔ آپ نے کئی ایک رسائل تصنیف فرمائے۔ ماہنامہ ''انوار مدینہ'' اور ماہنامہ ''مناقب صحابہؓ'' نکالتے رہے اور ان دونوں رسائل میں مختلف اصلاحی، سیاسی، تاریخی عنوانات پر سینکڑوں مضامین سپرد قلم کئے اگر آنجناب کے ورثا بالخصوص مولانا صفی اللہ کوشش فرمائیں تو کئی ایک ضخیم کتب مرتب ہوسکتی ہیں۔ امام اہلسنت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ نے روافض سے دسیوں مناظرے کئے جو ''النجم'' نامی ماہنامہ میں لکھنؤ سے شائع ہوتے رہے۔ النجم کی فائل مولانا کو دستیاب ہوئی تو آپ نے وہ مناظرے انوار مدینہ اور مناقب صحابہ میں شائع کرنا شروع کئے جو مزے کی چیز ہیں اگر انہیں مرتب کردیا جائے تو بہت سی علمی تحقیقات منظر عام پر آسکتی ہیں۔ نیز علماء دیوبند اور عشق رسول، علماء دیوبند اور مشائخ پنجاب کے نام سے شاندار پمفلٹ کتابی شکل میں شائع کئے، جس کے کئی ایڈیشن منظر عام پر آئے۔

ان رسائل میں آپ نے اس پروپیگنڈا کا ازالہ کیا کہ علماء دیوبند عشق رسول سے خالی ہیں، نیز پنجاب کی معروف خانقاہیں: گولڑہ شریف، سیال شریف، تونسہ شریف، حضرت پیر جماعت علی شاہ اور حضرت اقدس میاں شیر محمد شرقپوریؒ اور دیگر مشائخ علماء دیوبند سے متعلق کیا نظریات رکھتے ہیں؟

جمعیت علماء اسلام: جیسا کہ مذکور ہوا کہ آپ پہلے مجلس احرار اسلام اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرگرم مجاہدین میں سے تھے۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی دعوت اور مولانا محمد علی جالندھریؒ کی اجازت سے جمعیت علماء اسلام میں شامل ہوگئے۔ جمعیت کی مقامی، ضلعی قیادت سے ترقی کرتے کرتے پنجاب کے امیر، مرکزی نائب امیر، مرکزی سرپرست اعلیٰ کے مناصب پر فائز رہے۔ مولانا فضل الرحمن مدظلہ کی قیادت باسعادت پر مکمل اعتماد رکھتے تھے۔ ابتدا میں حضرت لاہوریؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مولانا عبیداللہ انورؒ، مولانا سید نیاز احمد شاہ تلمبہ کی قیادت میں کام کرتے رہے۔

۱۳؍اکتوبر ۲۰۱۵ء کو ڈیرہ اسماعیل خان سے واپسی پر آپ سے آخری ملاقات ہوئی۔ علالت کے باوجود خندہ پیشانی سے ملے، خیر خیریت معلوم کی، کافی دیر آپ کی خدمت میں حاضر رہے، یہ آخری ملاقات تھی۔ ۷؍دسمبر ۲۰۱۵ء کو حضرت اقدس مولانا عزیز الرحمن جالندھری دامت برکاتہم کی قیادت میں مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن حاجی ریاض الحسن گنگوہی کی تعزیت کے لئے ڈیرہ سے واپسی پر ملاقات کا پروگرام تھا لیکن تاخیر کی وجہ سے ملاقات نہ ہوسکی اور ملتان آگئے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھکر کے مبلغ مولانا حمزہ لقمان سلمہ نے ۱۱؍دسمبر رات گئے اطلاع دی کہ حضرت مولانا انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا کی وفات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے سرپرست، بہی خواہ سے محروم ہوگئی، ویسے یہ سال عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے لئے ''عام الحزن'' ثابت ہوا۔ مجلس کی شوریٰ کے چار اراکین مولانا قاری خلیل احمد بندھانی سکھر، حاجی اشتیاق احمد جھنگ، حاجی ریاض الحسن گنگوہی ڈیرہ اسماعیل خان، خطیب العصر حضرت مولانا عبدالمجید ندیم شاہؒ اور امیر مرکزیہ حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ انتقال فرمائے عالم جاودانی ہوئے اور حضرت مولانا محمد عبداللہ بھکری کی وفات جہاں جمعیت علماء اسلام کے لئے صدمہ عظیمہ ہے۔ وہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی اپنے ایک محسن و مربی کے وجود اور دعاؤں سے محروم ہوگئی۔ بات دور نکل گئی تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ مولانا حمزہ لقمان نے اطلاع دی تو ۱۲؍دسمبر صبح کی نماز کے بعد حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، راقم الحروف محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا حمزہ لقمان جنازہ میں شریک ہوئے نیز جھنگ کے مبلغ مولانا غلام حسین اور دیگر سینکڑوں کارکنوں نے جنازہ میں شرکت کی۔ آپ کی نماز جنازہ ۱۲؍دسمبر ۳ بجے سہ پہر جھیل اسٹیڈیم بھکر میں ادا کی گئی جس میں ہزاروں سے متجاوز حضرات نے شرکت کی۔ نماز جنازہ سے قبل جناب حافظ حسین احمد، مفتی طاہر مسعود، مفتی شاہد مسعود، مولانا زبیر احمد صدیقی، مولانا عبدالغفور حقانی، مولانا حبیب الرحمن نگران اعلیٰ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا اور راقم الحروف سمیت کئی ایک جماعتوں کے راہنماؤں اور عمائدین نے انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف کے سجادہ نشین مولانا صاحبزادہ خلیل احمد نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو بھکر کے بڑے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے بیٹوں، بیٹیوں، پوتوں، نواسوں، مدرسہ دارالہدیٰ اور جامعہ قادریہ اور کئی ایک مساجد و مدارس صدقہ جاریہ چھوڑے۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

میاں چنوں میں چوتھی سالانہ

ختم نبوت کانفرنس

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

چوتھی سالانہ ختم نبوت کانفرنس میاں چنوں جامع مسجد ابو عبیدہ بن جراح (رضی اللہ عنہ) میں ۱۰ر دسمبر بروز جمعرات بعد نماز عشاء منعقد ہوئی، سرپرستی قاری مولانا عبدالغفور نے کی، تلاوت کلام پاک کی سعادت قاری شاہد الرحمن نے حاصل کی، جبکہ صدارت کے فرائض مقامی امیر مولانا عمران فیصل اشرفی نے سرانجام دیئے۔

مہمانان خصوصی ضلعی امیر مولانا خواجہ عبدالماجد صدیقی خانیوال، مولانا عطاء المنعم نعیم تھے۔ کانفرنس سے پیر طریقت سیدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم نے خطاب کرتے ہوئے سامعین کو ذکر و فکر اور شکر کی تلقین کی۔ راقم الحروف (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) نے "تحریک ختم نبوت ماضی و حال اور مستقبل" کے عنوان پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ لوئر کورٹ سے لے کر سپریم کورٹ تک، بہاولپور کی عدالت سے ماریشس کی عدالت تک، پاکستان کی پارلیمنٹ سے کیپ ٹاؤن کی عدالت عظمیٰ تک، رابطہ عالم اسلامی کی قرارداد سے گیمبیا کی عدلیہ کے فیصلہ تک ہم اپنا کیس ہر فورم پر جیت چکے ہیں۔ کانفرنس سے مولانا شوکت علی ناصر، قاری صفدر جاوید، مولانا عبدالستار گورمانی مبلغ خانیوال و وہاڑی اضلاع نے خطاب کیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مولانا محمد الحسن نے سرانجام دیئے۔ کانفرنس حضرت شاہ صاحب دامت برکاتہم کی مجلس ذکر، حضرت خواجہ صاحب مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

صبح کا درس: ۱۱ر دسمبر صبح کی نماز کے بعد سابقہ تبلیغی مرکز جامع مسجد محمودیہ میں ہوا۔ تبلیغی مرکز کا سنگ بنیاد خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا محمد ابراہیم میاں چنوں نے رکھا۔ راقم نے اپنے درس میں بتلایا کہ حضرت مولانا محمد ابراہیم میاں چنوں نے ایک مجلس میں کہا کہ "مولوی لال حسین اختر آپ کے اسلام قبول کرنے میں کچھ میرا بھی حصہ ہے۔" مولانا نے کہا کہ وہ کس طرح؟ حضرت جو مرشد الاحرار حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے مجاز تھے نے کہا کہ "آپ فلاں سن میں قادیانیوں کی طرف سے مناظر کی حیثیت سے تشریف لائے، آپ کی شکل دیکھ کر میں نے دعا کی کہ یہ شخصیت اور جہنم میں جائے انہیں ہدایت عطا فرمائیے۔"

خطبہ جمعہ: ۱۱ر دسمبر کا جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد چوک سلیم خانیوال میں تھا۔ اس مسجد کے خطیب مولانا عطاء المنعم نعیم ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خانیوال ہیں۔ آنجناب کی رفاقت میں چوک سلیم میں جامع مسجد میں پہنچے۔ وہاں راقم نے جمعۃ المبارک کا خطبہ دیا اور سامعین کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد اور باغیانہ عزائم سے آگاہ کیا۔

حضرت شاہ صاحب کی تشریف آوری: سیدی و مرشدی حضرت مولانا سید جاوید صاحب مدظلہم ۱۱ر دسمبر مغرب کی نماز سے پہلے دفتر مرکزیہ میں تشریف لائے۔ جہاں مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری مدظلہ اور مولانا اللہ وسایا زید مجدہ نے حضرت والا کا استقبال کیا۔ مغرب کی نماز کی امامت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کی استدعا پر حضرت والا نے فرمائی، کچھ دیر دفتر میں رہے۔ جہاں دفتر کے عملہ مولانا محمد انس، ماسٹر عزیز الرحمن رحمانی، حافظ محمد صدیق، حافظ حسان احمد، محمد اسماعیل نے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ رفقاء دفتر کی استدعا پر حضرت والا نے دعا فرمائی اور مضافات ملتان اپنے مریدین کے ہاں "بستی نو" میں تشریف لے گئے اور وہاں اصلاحی، دعوتی اور ذکر و فکر پر مشتمل خطاب کیا اور مجلس ذکر بھی کرائی۔ راقم بھی حضرت والا کے ساتھ کچھ دیر رہا اور مجلس ذکر میں شرکت کی۔ حضرت والا نے رات کا قیام مدرسہ اشرف العلوم شجاع آباد میں کیا، جہاں آپ نے اپنے شیخ اول حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلوی نور اللہ مرقدہ کی قبر مبارک کی زیارت کی، ایصال ثواب کیا اور مخدوم زادہ حضرت مولانا عزیز احمد بہلوی مدظلہ کی عیادت کی اور بھکر تشریف لے گئے۔

شہر سلطان میں ختم نبوت کورس: مولانا قاضی عبدالخالق ضلع مظفرگڑھ اور لیہ کے مبلغ ہیں۔ انہوں نے مسجد مہاجرین شہر سلطان مظفرگڑھ میں ۱۲ تا ۱۴ر دسمبر کو مغرب تا عشاء تک ختم نبوت کورس رکھا۔ ۱۲ر دسمبر کو حضرت مولانا محمد عبداللہؒ کے جنازہ میں شرکت کے لئے بھکر کا سفر ہوا تو پہلے دن انہوں نے خود بیان کیا۔ ۱۳ر دسمبر کو مولانا حمزہ لقمان مبلغ بھکر و ڈیرہ اسماعیل خان کی معیت میں شہر سلطان میں حاضر ہوا، مغرب کے فوراً بعد تلاوت و نعت کے بعد مولانا حمزہ لقمان نے مختصر بیان کیا بعد ازاں راقم نے اوصاف نبوت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ سامعین خاصی تعداد میں تشریف لائے اور ذوق و شوق کے ساتھ پورا بیان سنا اور آخر میں سوال و جواب کی محفل بھی منعقد ہوئی۔ سوالوں کے جوابات راقم نے دیئے۔

مولانا حمزہ لقمان کے گھر میں: رات کی رہائش

عزیزم مولانا حمزہ لقمان کے اصرار پر ان کے گھر واقع علی پور میں ہوئی۔ مولانا حمزہ مجاہد ملت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے پوتے ہیں، ان کے والد محترم حسین احمد مدنی ہیں۔ رات گئے تک مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے لطائف وظرائف اور تقریری چٹکلے چلتے رہے۔ مولانا مرحوم ۱۹۵۰ء کی دہائی میں شیخوپورہ میں مجلس کے مبلغ رہے، بعدازاں جمعیت علماء اسلام میں آگئے، لیکن انہوں نے مجلس کو تادم زیست نہیں چھوڑا۔ جہاں بھی تشریف لے جاتے رات کا قیام مجلس کے دفاتر میں فرماتے، حالانکہ میزبانوں نے بہترین انتظامات کئے ہوتے لیکن انہیں جوسکون مجلس کے دفاتر میں ملتا کہیں اور نہیں۔

عزیزم مولانا حمزہ لقمان سلمہ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل اور حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے چہیتے شاگردوں میں سے ہیں اور حضرت حکیم العصر کی خصوصی سفارش پر انہیں مبلغ رکھا گیا، ذی استعداد عالم دین ہیں۔

مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ''پرمٹ'' علی پور میں دارالہدیٰ کے نام سے مدرسہ قائم ہے۔ اس وقت مدرسہ کا نظم مولانا عبدالکریم مدظلہ کے سپرد ہے، چند لمحات کے لئے مدرسہ میں حاضری ہوئی۔ ناظم مدرسہ مولانا عبدالکریم کو ساتھ لے کر شہر سلطان سے واپسی ہوئی۔

علماء کرام کا کنونشن: شہر سلطان محلہ درکھاناں والا کی مسجد میں صبح دس بجے سے ایک بجے تک مقامی اور مضافات کی مساجد کے ائمہ اور خطباء کا کنونشن منعقد ہوا، جس کا انتظام مولانا عبدالروف، مولانا ندیم عباسی اور ان کے رفقاء نے کیا۔

مولانا عبدالکریم اور مولانا قاضی عبدالخالق کے ابتدائی خطاب کے بعد راقم نے ''عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے علماء کرام کی ذمہ داری'' اور تحریک ختم نبوت میں علماء دیوبند کی خدمات کے عنوان پر بیان کیا اور علماء کرام سے درخواست کی کہ دیوبندی کہلانے کے ناطے ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اپنے اساتذہ کرام اور مشائخ عظام کے مشن کو سنبھالے رکھیں۔ نیز علماء کرام سے درخواست کی کہ ہر ماہ میں کم از کم ایک جمعہ ختم نبوت کے حوالہ سے خطاب فرمائیں تاکہ نئی نسل کے عقائد واعمال درست رہیں۔

کورس کی تیسری نشست: ۱۳ردسمبر بعد نماز عشاء مسجد مہاجرین میں منعقد ہوئی، جس میں مولانا قاضی عبدالخالق نے قادیانیوں کے کفریہ عقائد سے آگاہ کیا۔ تلاوت، نعت قاضی صاحب کے ابتدائی بیان کے بعد راقم کا لیکچر حیات اور رفع ونزول مسیح علیہ السلام کے عنوان پر ہوا۔ راقم نے قرآن پاک سے رفع اور احادیث طیبہ سے نزول مسیح علیہ السلام کی علامات، وقت، تشریف آوری کے مقاصد، چالیس سال تک پوری دنیا پر بلاشرکت غیرے حکومت اور دیگر بہت سی علامات بیان کیں۔

اشاعت القرآن میں حاضری: مولانا قاری طالب حسین قدیم اساتذہ قرآن میں سے ہیں پورا شہر سلطان قاری صاحب کا شاگرد ہے۔ موصوف مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ جھنگ کے خلیفہ ہیں۔ ان کے مدرسہ میں حاضری ہوئی اور ان سے دعائیں لیں۔ مدرسہ مصباح العلوم مولانا مفتی رحمت اللہ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے فاضل اور ہمارے استاذ جی حکیم العصر حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی نوراللہ مرقدہ کے تلمیذ رشید ہیں شہر سلطان میں بنین وبنات کا مدرسہ چلا رہے ہیں۔ ان کے حکم پر ان کے مدرسہ میں حاضری کے بعد مسکین پور شریف میں حاضری دی۔

خطبہ جمعہ: ۱۹ردسمبر کا خطبہ جمعہ راقم نے چک نمبر ۳۱۵ کالا پہاڑ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں دیا۔ جہاں قاری محمد سفیان، ڈاکٹر خالد محمود اور دیگر جماعتی رفقاء نے خیر مقدم کیا۔

ختم نبوت کانفرنس سے خطاب: ہمارے حضرت اقدس مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کے مدرسہ جامعہ عبیدیہ کے استاذ الحدیث مولانا محمد طیب مدظلہ نے اپنی مسجد میں ستیانہ روڈ فیصل آباد میں سیرت اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر محفل کا انعقاد کیا۔ جس کے مہمان خصوصی حضرت اقدس شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ تھے، جبکہ مولانا محمد نواز فیصل آباد اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا اور معروف ثناخوانوں نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ جبکہ ختم نبوت کے عنوان پر راقم الحروف کا تفصیلی بیان ہوا اور یہ سلسلہ مغرب کی نماز سے لے کر ۱۰ بجے رات تک جاری رہا اور حضرت الشیخ دامت برکاتہم کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

مولانا سید فاروق ناصر سے ملاقات: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے امیر حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم ہیں جبکہ نائب امیر، مرکزی نائب حضرت اقدس حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا سید فاروق ناصر شاہ صاحب مدظلہم ہیں۔ حضرت الامیر کی خانقاہی اور جماعتی مصروفیات کی وجہ سے جماعتی پروگراموں میں وقت نہیں دے سکتے تو نائب امیر جماعتی امور کو سنبھالتے رہتے ہیں۔ مذکورہ بالا پروگرام سے پہلے مغرب کی نماز راقم نے مولانا عبدالرشید غازی سلمہ کی معیت میں دواخانہ سادات میں ادا کی اور نائب امیر مدظلہ کی عیادت کی اور ان سے دعائیں لیں۔ انہوں نے آج کے پروگراموں کو تحسین کی نگاہ سے دیکھا اور فرمایا کہ مولانا محمد طیب میرے بڑے بھائی کے داماد ہیں اور ہونہار عالم دین ہیں پروگرام بہت عمدہ رہا اور رات کا قیام راقم نے دفتر نواز میں کیا اور ۱۹ردسمبر کو صبح کی نماز کے بعد راولپنڈی کے لئے روانہ ہوگئے۔ ☆☆☆

مولانا شجاع آبادی کا میرپور آزاد کشمیر اور جہلم کا تبلیغی دورہ

آزاد کشمیر (مفتی خالد میر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی یہاں تین روزہ تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ ۲۱؍دسمبر کو آپ نے جامعۃ العلوم الاسلامیہ ایف ۲ میرپور میں طلبا عزیز اور اساتذہ کرام سے خطاب کیا۔ تقریب کی صدارت جامعہ کے استاذ الحدیث اور مجلس میرپور کے امیر مولانا غلام کبریا نے کی۔ آپ نے ظہر کی نماز کے بعد طلبا کو قیمتی نصیحتوں سے نوازا۔ جامعہ کے مہتمم حاجی محمد بوستان انگلینڈ میں قیام پذیر ہیں۔ آپ نے اساتذہ کرام سے درخواست کی کہ وہ اپنے اسباق میں طلبا کو قادیانیت سمیت باطل طبقات کے شکوک وشبہات اور ان کے جوابات سے آگاہ کریں۔ ۲۱؍دسمبر بعد نماز مغرب جامع مسجد الکرم نانگی اڈا میرپور میں میلاد النبی کے عنوان پر خطاب کیا، اس تقریب کی صدارت بھی مولانا غلام کبریا نے کی۔ اسی تاریخ کو بعد نماز عشا تقویٰ مسجد ای۔۴ سیکٹر میں بعد نماز عشا خطاب کیا۔

۲۲؍دسمبر صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد اسماعیل خان میں نمازیوں سے ''کنت اول النبیین فی الخلق و آخرھم فی البعث'' کے عنوان پر خطاب کیا۔ نیز رات کا قیام بھی مذکورہ بالا مسجد میں رہا۔ مسجد کے ساتھ مدرسہ بھی ہے، جس کا انتظام و انصرام قاری محمد یونس رحیمی فرمارہے ہیں۔ قاری صاحب موصوف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں مدرس وامام رہے۔ ان کے حُسن انتظام اور حسن اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا جاسکتا۔

علامہ اویس احمد سے ملاقات: علامہ اویس احمد خطۂ آزاد کشمیر کے نامور عالم دین اور سرکاری سطح کے مفتی اعظم کے منصب سے ریٹائر ہوئے ہیں۔ استاذ جی مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کی خواہش پر قاری محمد یونس رحیمی کی رفاقت میں ان سے ملاقات کی اور کافی دیر تک جماعت اور قادیانیت کی سرگرمیوں اور ان کے انسداد کے حوالہ سے گفتگو ہوتی رہی۔ علامہ صاحب اگر کسی جامعہ میں استاذ ہوتے اور آج نامور شیخ الحدیث ہوتے۔

جامعہ حسینیہ نکودر میں طلبا سے خطاب: دینہ اور منگلہ کے درمیان نکودر میں مولانا قاری خالقداد مدظلہ نے جامعہ حسینیہ کے نام سے معیاری درسگاہ قائم کی ہے، جس کی سرپرستی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن اور جامعہ دارالقرآن فیصل آباد کے مہتمم اور ہزاروں قرأ اور علماء کرام کے استاذ مولانا قاری محمد یاسین مدظلہم فرمارہے ہیں۔ قاری خالقداد مدظلہ کے مدرسہ کا چاک وچوبند عملہ اور محنتی اساتذہ وطلبا کا ماحول دیکھ کر دارالقرآن فیصل آباد کا نظم ونسق یاد آرہا تھا۔ بہرحال استاذ جی نے ساڑھے گیارہ سے ساڑھے بارہ بجے جامعہ کے اساتذہ وطلبا سے بیان کیا اور انہیں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت سے آگاہ کیا اور احتساب قادیانیت کا مطالعہ کرنے کی ترغیب دی۔

مدنی مسجد دینہ میں جلسہ سیرت: مدنی مسجد دینہ میں ۲۲؍دسمبر بعد نماز مغرب میلاد النبی کے عنوان پر جلسہ منعقد ہوا جس کی صدارت مولانا خالد محمود ضیغم نے کی، جبکہ مہمان خصوصی جامع مسجد صدیق اکبر کے خطیب مولانا تنویر طارق تھے۔ استاذ جی نے اپنے بیان میں فرمایا کہ دنیا میں دستور یہ ہے کہ کسی بڑی شخصیت کی سیرت وسوانح پر جب قلم اٹھایا جاتا ہے تو کتاب کا آغاز صاحب سوانح کی پیدائش اور اختتام وفات پر کیا جاتا ہے جبکہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا آغاز کائنات رنگ وبو کی تخلیق سے ہزاروں سال پہلے کیا جارہا ہے۔ جبکہ قیام قیامت کے بعد بھی آپ کی سیرت روز روشن سے زیادہ منور نظر آرہی ہے کہ آپ کے ''لواء الحمد'' کے نیچے ساری انسانیت ہوگی اور آپ کی شفاعت سے جنتی جنت میں جائیں گے۔ جلسہ عشا تک جاری رہا اور عشاء کی نماز تاخیر کے ساتھ ادا کی گئی۔ رات کا قیام جامعہ عثمانیہ میں رہا۔

جامعہ عثمانیہ میں بیان: ۲۳؍دسمبر صبح کی نماز کے بعد استاذ جی نے جامعہ عثمانیہ میں درس دیا۔ جامعہ کے بانی مولانا مصعب عمیر ہیں۔ موصوف نوجوان عالم دین اور مولانا مفتی محمد حسن مدظلہ کے شاگرد رشید اور جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل ہیں۔ ختم نبوت پر خاصا مطالعہ رکھتے ہیں۔ احتساب قادیانیت کا مکمل سیٹ ان کے پاس ہے۔ نیز مضافات اور شہر کے قادیانیوں سے گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ یہاں بھی استاذ جی نے ولادت نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے حالات پر روشنی ڈالی۔

جامعہ حنفیہ جہلم میں بیان: جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام حضرت مولانا عبداللطیف جہلمی تلمیذ رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ، خلیفہ مجاز شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ نے قائم کیا۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند ارجمند مولانا قاری خبیب احمد عمرؒ نظم ونسق سنبھالے رہے۔ اب مولانا قاری ابوبکر صدیق انتظام وانصرام سنبھالے ہوئے ہیں۔ مولانا قاری ابوبکر صدیق زید مجدہ کی دعوت پر استاذ جی نے جامعہ کے طلبا اور اساتذہ کرام سے خطاب کیا، جس میں شہر اور مضافات شہر کی مساجد کے ائمہ وخطبا نے بھی شرکت کی۔ مولانا شجاع آبادی نے انہیں قادیانی عقائد وعزائم سے آگاہ کیا اور قادیانیوں سے گفتگو کا طریقہ بتلایا۔ تقریباً ایک گھنٹہ خطاب اور سوال وجواب کی نشست جاری رہی۔

جامعہ حسنین کریمین میں خطاب: بعد نماز عصر جامعہ حسنین کریمین میں نمازیوں اور طلبا سے خطاب کیا اور جہلم کے معروف عامل قاری عبدالماجد سے ملاقات کی۔

جامع مسجد الہدیٰ میں جلسہ: جامع مسجد الہدیٰ چونترہ میں عشا کی نماز کے بعد جلسہ سیرت منعقد ہوا، جس کی صدارت مولانا محمد عمر نے کی۔ تلاوت ونعت کے بعد مولانا شجاع آبادی کا سیرت النبی کے عنوان پر تفصیلی خطاب ہوا اور مولانا شجاع آبادی گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ مولانا عتیق الرحمن اور دیگر رفقاء نے دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ ☆☆☆

سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس

رپورٹ: مولانا عبدالحئی مطمئن

پہلا پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ۱۷ربیع الاول ۱۴۳۷ھ بمطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۱۵ء بروز منگل بعد نماز عشاء جامع مسجد دھنی پاکستان چوک میں عظیم الشان ''سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کی۔ تلاوت کلام پاک اور نعتیہ کلام کے بعد راقم الحروف نے مختصراً جماعت کے اہداف ومقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے عرض کیا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے۔ اگر کوئی اس عقیدہ سے غافل رہا، اس کے ایمان کی بنیاد کمزور ہے، کیونکہ جس طرح اللہ کی وحدانیت کا اقرار کئے بغیر، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان کے بغیر کوئی شخص مسلمان ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننے سے انکار کرنے والا بھی مسلمان نہیں ہے۔ دلائل کی روشنی میں یہ بات قطعی ثابت ہے کہ آپ علیہ السلام کو خاتم النبیین نہ ماننے والا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ بحمداللہ! جماعت کی دن رات انتھک محنت کی وجہ سے سینکڑوں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں کو عقیدۂ ختم نبوت کا پیغام پہنچ چکا ہے، بے شمار لوگ فتنہ قادیانیت سے محفوظ ہوئے ہیں، لاتعداد قادیانی ودیگر غیر مسلم اسلام کی دولت پاچکے ہیں۔ ہماری بڑی اور اہم ذمہ داری اپنے مسلمان بھائیوں کے ایمان کی حفاظت وچوکیداری کرنا ہے، غیر مسلم، مسلمان ہو یا نہ ہو اپنوں کے دین وایمان کو بچانا اولین ترجیح ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے خصوصی خطاب میں فرمایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑے اونچی شان والے ہیں، آپ اور آپ کے صحابہ کرامؓ کا تذکرہ قرآن مجید سے پہلے والی آسمانی کتابوں میں بڑی وضاحت سے موجود ہے۔ تمام علامات ونشانیاں پوری تفصیل سے موجود ہیں، چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وجہ تخلیق کائنات اور اس سارے نظام کے دولہا ہیں، لہٰذا آپ کی ولادت و بعثت سے قبل ہی دنیا آپ کے چرچوں اور ترانوں سے خوب گونج رہی تھی، آپ کی تشریف آوری کے بعد ضرورت نبوت ختم ہوگئی اس لئے رب کریم نے سلسلۂ نبوت کو آپ کی ذات اقدس پر ختم فرمادیا۔ حضرت مولانا کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام میں مفتی محمد اسرار، قاری سیف الاسلام، مولانا تاج رحیم، حافظ کلیم اللہ، حافظ محمد اور مولانا نعمان ارمان نے شرکت کی، جبکہ میزبانی کی سعادت حسب سابق حاجی محمد مستقیم نے حاصل کی۔

دوسرا پروگرام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام ۱۸ربیع الاول ۱۴۳۷ھ بمطابق ۳۰دسمبر۲۰۱۵ء بروز بدھ بعد نماز عشاء، جامعہ محمودیہ میراں ناکہ لیاری ٹاؤن میں عظیم الشان ''سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس'' منعقد ہوئی۔ تلاوت کلام اور نعتیہ کلام کے بعد جامعہ محمودیہ کے طالب علم حافظ فداء اللہ نے ختم نبوت کے عنوان پر بیان کیا۔ جامعہ محمودیہ کے مدرس خطیب مولانا فضل سبحان نے سیرت خاتم الانبیاء کے عنوان پر اپنے مخصوص انداز میں تفصیلی روشنی ڈالی۔ مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کے حوالہ سے بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیا۔ آخر میں تمام شرکاء سے تین باتوں کا وعدہ لیا کہ ہر جگہ ختم نبوت کی دعوت دیں گے۔ منکرین ختم نبوت قادیانیوں کے تمام اداروں اور ان کی مصنوعات خصوصاً شیزان کمپنی کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کریں گے۔

جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے نائب امیر قائد کراچی محترم جناب قاری محمد عثمان مدظلہ نے مہمانان گرامی اور انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے مجلس کے مرکزی راہنما شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب کو بیان کی دعوت دی۔

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے اپنے مدلل خطاب میں فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے مسلمانوں کو کسی اور نبی کی کوئی ضرورت نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، دین اسلام آخری دین ہے، قرآن مجید آخری کتاب ہے، لہٰذا قیامت تک دین بھی رہے گا، دین والے بھی رہیں گے۔ کانفرنس کی صدارت جامعہ محمودیہ کے مہتمم مولانا نورالحق صاحب نے فرمائی۔ کانفرنس میں جامعہ محمودیہ کے اساتذہ مولانا عبدالرحمن، مفتی اسد علی، مولانا عبدالسلام شاہ، مولانا نعیم اللہ، مولانا فضل رزاق، مولانا فضل الرحمن، مولانا محمد نسیم کے علاوہ مفتی قمرالحق، مولانا سعید الرحمن، مولانا محمد شعیب کمال، مولانا محمد حامد نے شرکت کی جبکہ دیگر کئی علماء کرام، طلباء اور عامۃ الناس نے بھرپور انداز میں اور ذوق وشوق سے شرکت کی۔ جامع مسجد محمدی، جامعہ محمودیہ میراں ناکہ کا وسیع رقبہ اپنی تمام تر وسعتوں کے باوجود تنگی داماں کا منظر پیش کررہا تھا۔ الحمدللہ! اللہ تعالیٰ قبول فرماکر مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت اور غیر مسلموں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العالمین۔ ☆☆

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی روداد

سعود ساحر

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت مسلمانان برصغیر کی ایک صدی کی جدوجہد کا تسلسل تھی، قیام پاکستان کے بعد قادیانیوں نے جس انداز میں مملکت خداداد میں تسلط قائم کرنے کے لئے سازشوں کا آغاز کیا اور وزارت خارجہ، وزارت خزانہ اور دوسرے محکموں پر قبضہ کر کے مسلمان ملک کے اقتدار پر قبضہ کی طرح ڈالی، وہ کسی طور اہل ایمان کے لئے قابل قبول نہ تھی۔ ارض موعود کو تاحال دستور نصیب نہ ہوا تھا، تاج برطانیہ کی عملداری برقرار تھی، بابائے قوم دنیا سے رخصت ہو چکے تھے، سازشی ٹولہ بابائے قوم کے دست راست اور پہلے وزیراعظم کو راستے سے ہٹا چکا تھا اور ایک ایسی ٹکڑم وجود میں آ چکی تھی، جس کا تحریک پاکستان اور قیام پاکستان میں کوئی کردار نہ تھا۔ لیاقت علی خان کے قتل کے بعد عیار ٹولے نے سیاست دانوں کو بے اختیار منصب دے کر بے بسی کی مورت بنا دیا تھا اور خود تاج برطانیہ کے تحت بااختیار عہدے پر قابض ہو چکا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح کی وفات کے بعد ان کے جانشین کے طور پر خواجہ ناظم الدین گورنر جنرل بنے تھے۔ صورت احوال یہ تھی کہ آزادی کا سورج طلوع ضرور ہوا تھا، البتہ ایک آزاد اور خودمختار مملکت وجود میں آنے کی تو منتظر تھی اور گورنر جنرل ملکہ برطانیہ کے نمائندے کے طور پر ہمہ مقتدر تھا۔ لامحدود اختیار کا مالک! لیاقت علی خان کے قتل کے بعد خواجہ ناظم الدین کو بے دست و پا کر کے وزیراعظم بنایا گیا اور گورنر جنرل کے منصب پر سازشی ٹولہ غلام محمد کی صورت میں قابض ہو چکا تھا۔ مناصب کی اس تبدیلی پر سیاستدان کیوں اور کیسے آمادہ ہوئے؟ یہ تحقیق طلب معاملہ ہے، تاہم یہ ایک کھلا راز ہے کہ اس کے بعد انتظامیہ، عدلیہ اور فوج اس ملک کے سیاہ و سفید کی مالک و مختار ہے اور سیاست دان ایک تابع مہمل مخلوق، بلکہ پانی کی بوتل میں لگا ہوا ایسا پودا جسے جب چاہا چٹکی سے پکڑ کر خاک میں ملایا جا سکتا ہے اور جڑوں سے محروم نیا پودا بوتل کے پانی میں اتارا جا سکتا ہے۔

یہ وہ صورت حال تھی، جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے انگریز کے خودکاشتہ پودے نے سر اٹھانا شروع کیا۔ قائداعظم کی حیات اور لیاقت علی خان کے قتل تک تو معاملات ٹھیک چلے، مگر جونہی خواجہ ناظم الدین وزیر اعظم بنے اور سارے اختیارات نوکر شاہی کے کارندے غلام محمد کے ہاتھ میں آئے تو وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی نے پیر پھیلانے شروع کئے۔ اس امر کی وافر تحریری شہادتیں موجود ہیں۔ قادیانی وزیر خارجہ ظفر اللہ خان نے وزارت خارجہ میں بڑی تعداد میں قادیانیوں کو بھرتی کیا، جنہیں مختلف ممالک میں سفارتی ذمہ داریاں دی گئیں، جہاں ان قادیانی افسروں نے اپنے تبلیغی مشن قائم کئے۔ بعض عرب ممالک میں خفیہ اہلکار متعین کئے، جو عالمی سامراج کی ہدایت پر کام کرتے۔ اس کے علاوہ ظفر اللہ خان قادیانی کابینہ کا اہم راز مرزا محمود تک پہنچاتا، مرزا محمود قادیانی اپنی تقریروں میں اپنے پیروکاروں پر زور دیتا کہ وہ زیادہ سے زیادہ سرکاری محکموں میں ملازمت اختیار کریں، بالخصوص فوج، پولیس، خزانہ، کسٹم، انتظامیہ، اکاؤنٹس اور انجینئرنگ پر چھا جائیں۔ مرزا محمود قادیانی کی یہ تقریر بھی ریکارڈ پر ہے کہ:

”۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ احمدیت دشمن (یعنی مسلمانوں) پر غالب آ جائے اور وہ مجبور ہو کر احمدیت کی آغوش میں آ گریں۔“

اس سے قبل مرزا محمود نے ۱۹۵۱ء میں اپنے سالانہ اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا:

”وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ (مخالفین و منکرین) مجرموں کی حیثیت سے میرے سامنے پیش ہوں گے۔“

پھر ۲۹ جولائی ۱۹۵۲ء میں کہا:

”اپنا بیگانہ، کوئی اعتراض کرے، کوئی پروا نہیں۔ ہونا وہی ہے جو میں نے کہا ہے اور وہی ایک دن ہم کر کے رہیں گے۔“

قادیانیوں کے روزنامہ الفضل کے ایک شمارے میں مرزا محمود سے منسوب یہ بیان شائع ہوا کہ:

”مرزا محمود نے ۲۳ جولائی ۱۹۴۸ء میں فرمایا کہ وہ بلوچستان کو احمدی صوبہ بنانا چاہتے ہیں۔“

اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ مرزا محمود قادیانی کی آرزوؤں کی اس درازی کے پس پردہ آخری انگریز ایجنٹ جعفرے کی ذات تھی۔ اس کے بھروسے پر اس نے کہا کہ:

”صوبہ بلوچستان اب ہمارے ہاتھوں سے نہیں نکل سکتا، یہ ہماری شکارگاہ ہوگا۔ دنیا کی

ساری قوم مل کر بھی ہم سے یہ علاقہ نہیں چھین سکتیں۔"

ملک میں جہاں کہیں کوئی مرزائی افسر تھا، وہ کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ کرتا۔ مرزا محمود قادیانی اور اس کے باطل عقیدے کو ماننے والوں کی اس خودسری کا واحد سبب یہ تھا کہ مرزا قادیانی کا تعاقب کرنے والی مجلس احرار سیاسی وجوہ سے غیر فعال ہو چکی تھی۔ ہر چند کہ احرار کا تبلیغی عنصر اس خطرے سے غافل نہ تھا، لیکن قادیانی عام مسلمانوں کو یہ تاثر دینے میں کامیاب ہوگئے تھے کہ ان کے خلاف جو کہا جا رہا ہے، وہ اسلامی فرقوں کے تنازعات کی پرانی آویزش ہے۔ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ خانہ نشین ہو چکے تھے۔ حضرت آغا شورش کاشمیریؒ اس حوالے سے رقم طراز ہیں کہ:

"دسمبر ۱۹۴۸ء میں پاک فوج کے ایک ریٹائرڈ لیفٹیننٹ کرنل ایک سی ایس پی دوست کے ہمراہ امیر شریعتؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: ہم قیام پاکستان سے پہلے قادیانیت سے متعلق علماء کے تعاقب کو ایک فضول مذہبی جھگڑا سمجھتے تھے اور آپ حضرات کے طویل وعظ کو ملاں کے جھمیلے اور احرار کی افتادِ طبع سمجھتے تھے، لیکن پاکستان بن جانے کے بعد جو حقائق ہمارے مشاہدے میں آئے اور جن تجربوں سے ہم گزر رہے ہیں، وہ اتنے سنگین ہیں کہ درجۂ اول کے قائدین کے بعد جو تین ممکنہ صورتیں پیش آئیں گی، ان کے پس منظر میں مرزا ہوں گے: ۱:... ملک موجودہ ہیئت کھو بیٹھے، اس کا کوئی دوسرا نقشہ ہو، ۲:... یا ہندوستان کی طرف کسی نہ کسی شکل میں پلٹ جائے، ۳:... یا اس کی حیثیت مرزائی ریاست کی سی ہوگی؟"

شاہ صاحبؒ نے فرمایا:

"یہ سب باتیں وزیر اعظم لیاقت علی خان کے نوٹس میں لائیں! تاہم کرنل نے جن حقائق کا اظہار کیا وہ تشویشناک ہیں کہ حکمران جماعت دین کے معاشرتی پہلو سے دلچسپی رکھتی ہے۔ وہ اولاً اپنی ذات ثانیاً جماعت پھر اپنے مقاصد و مصالح دیکھتی ہے، اسے اسلام، اس کے مضمرات و مقتضیات سے کوئی تعلق نہیں۔ اس وقت سوال مسلمان عوام اور مسلمان حکام کو اس فتنے کے مخفی نقش و نگار سے مطلع کرنے کا ہے۔ ظفر اللہ خان وزیر خارجہ کے طور پر سارا فائدہ مرزائیت کو پہنچا رہا ہے۔ دو تین ماہ غور کے بعد اپریل ۱۹۴۹ء کو لاہور میں احرار کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں فیصلہ کیا گیا کہ احرار سیاست ترک کر کے خود کو تبلیغ تک محدود کر دے، یوں مرزائیت کا بھرپور احتساب ہو سکتا ہے۔ یہ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کا نقطۂ آغاز تھا، مرحلہ دشوار تھا۔ مرزا محمود کی خوش گمانی بھی بلاوجہ نہیں تھی۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ احرار والے قصۂ ماضی ہو چکے ہیں، حکمران اسے ایک فرقہ وارانہ چپقلش سمجھ کر غیر جانبدار ہیں۔ انتظامیہ کی اسے حمایت حاصل ہے۔ پنجاب کی سی آئی ڈی کا رویہ بھی دینی حلقوں کے خلاف ہے۔ بعض اخبارات اور ان کو چلانے والے احرار کے سیاسی ماضی پر پاکستان دشمنی کا الزام لگا کر مرزائیت کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کا سبب بن رہے تھے۔ مرزا محمود اس خیال میں تھا کہ عالمی سامراج اس کی مدد کرے گا اور وہ بلوچستان کو مرزائی ریاست بنانے میں کامیاب ہو جائے گا، مگر اسے بلوچستان کے مسلمانوں کے احساسات کا اندازہ نہ تھا۔ بلوچستان میں قادیانیت کے خلاف ہونے والے جلسے کی نگرانی کرنے والے ایک سیاسی اہلکار کو جلسے کے شرکاء نے قتل کر دیا۔ ایم ایم احمد جو مرزا قادیانی کا قرابت دار تھا، منٹگمری (ساہیوال) میں ڈپٹی کمشنر تھا۔ اس کی شہ پر قادیانی مبلغ اردگرد کے دیہات میں جا کر تبلیغ کرتے، جس سے مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہوا۔ نتیجتاً ایک قادیانی (غلام محمد) قتل کر دیا گیا۔ انہی دنوں بدرالدین نامی قادیانی کو ولایت نام کے ایک مسلمان نے گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ جواب میں قادیانیوں کے روزنامہ الفضل ۱۵ر جنوری ۵۲ء کی اشاعت میں یہ دھمکی آمیز اعلان شائع ہوا کہ اس کا بدلہ سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، علامہ عبدالحامد بدایونیؒ اور مفتی محمد شفیعؒ سے لیا جائے گا۔"

قادیانی ان ایام میں شتر بے مہار بن گئے تھے۔ ۱۷ر مئی ۵۲ء کو ظفر اللہ خان نے جہانگیر پارک کراچی میں قادیانیوں کے جلسہ عام میں خطاب کرنے کا اعلان کیا۔ شہر بھر کی مساجد میں علماء نے احتجاج کیا، جس پر وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے اپنی اطلاعات کی روشنی میں ظفر اللہ خان کو جلسہ میں شریک ہونے سے منع کیا، لیکن ظفر اللہ خان نے وزیر اعظم کو جواب دیا کہ اگر وہ اپنی بات پر اصرار کریں گے تو وہ اپنے عہدے سے مستعفی ہو کر بھی جلسے میں جائے گا۔ ظفر اللہ خان جلسہ گاہ پہنچ گیا اور اس نے جلسے میں کہا کہ: "احمدیت ایک ایسا پودا ہے جو اللہ تعالیٰ نے خود لگایا ہے، اب وہ جڑ پکڑ گیا ہے، اگر یہ پودا اکھاڑ دیا گیا تو اسلام ایک زندہ مذہب کی حیثیت سے باقی نہیں رہے گا، بلکہ ایک سوکھے ہوئے درخت کی مانند ہو جائے گا۔ دوسرے مذاہب پر اپنی برتری کا ثبوت مہیا نہ کر سکے گا۔" (تحقیقاتی رپورٹ اردو متن، ص: ۷۷)

وزیر اعظم کی وہ کیا مجبوری تھی کہ وہ اپنے ایک وزیر کی حکم عدولی پر خاموش رہے؟ اس کا انکشاف خواجہ ناظم الدین نے انکوائری کمیٹی میں شہادت دیتے ہوئے کیا: "امریکی وزیر خارجہ نے وزیر اعظم کو یہ تاثر دیا کہ چوہدری ظفر اللہ خان کو راضی نہ رکھا گیا تو امریکا پاکستان کی مدد نہیں کرے گا، حتیٰ کہ گندم مہیا کرنا بھی مشکل ہو گا۔" مرزائیوں کے کراچی میں جلسے کا ردعمل یہ ہوا کہ

شہر میں فساد ہوا اور مرزائیوں کی بعض عمارتوں کو نقصان پہنچا۔ مولانا لال حسین اخترؒ نے ۳؍جون ۵۲ء کو علماء کا اجلاس بلایا، ان کی دعوت پر مولانا احتشام الحق تھانویؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، مولانا یوسف کلکتویؒ نے شرکت کی اور مشاورت سے تین مطالبات حکومت کے سامنے رکھے: ا:... قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے، ۲:... چوہدری ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ کے عہدے سے سبکدوش کیا جائے، ۳:... تمام کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کو ہٹایا جائے۔ ایک آل پاکستان مسلم پارٹیز کنونشن بلانے کا فیصلہ ہوا۔ الحاج محمد ہاشم گزدر کے مکان پر منعقدہ اجلاس میں بارہ مسلمان جماعتوں اور تنظیموں کو دعوت دینے کا فیصلہ ہوا۔ ۱۲؍جولائی ۵۲ء کو لاہور میں آل مسلم پارٹیز کانفرنس ہوئی۔ اس کانفرنس میں دوسرے علماء کے علاوہ حضرت مہر علی شاہؒ کے فرزند سید غلام محی الدین شاہؒ تشریف لائے۔ جولائی ہی میں یہ فیصلہ ہوا کہ مسئلہ قادیانیت پر غور و خوض کرنے کے لئے ۱۶ تا ۱۸؍جولائی کو کراچی میں تمام مکاتب فکر کے اکابرین کا کنونشن ہوا جس میں شرکت کے لئے لاہور سے مولانا ابوالحسنات قادری، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین انصاری اور مولانا مرتضیٰ احمد میکش کراچی گئے۔ اس کا مقصد قادیانیوں کی مکروہ سازش کو طشت از بام کرنا تھا۔ اسی اثنا میں ملتان کے احتجاجی جلوس پر فائرنگ ہوئی، جس میں تین مسلمان شہید ہوئے۔ لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج کو تحقیقات پر مامور کیا گیا، جس میں پولیس فائرنگ کو جائز قرار دیا گیا۔ حالت روز بروز بگڑتی چلی گئی۔ پورے صوبہ پنجاب میں شہر شہر احتجاج ہوا اور خود رپورٹ یہ کہتی ہے کہ ۶؍مارچ ۵۳ء سے پہلے پنجاب میں ۳۹۰ احتجاجی جلسے ہوئے حتیٰ کہ پنجاب مسلم لیگ کی مجلس عاملہ نے بھی مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے کی قرارداد منظور کی۔ کراچی میں ہونے والی علماء کانفرنس میں وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین کے رویئے کو منفی قرار دیا گیا، کیونکہ خواجہ ناظم الدین وزیر خارجہ ظفر اللہ خان کو برطرف کرنے پر تیار نہ تھے۔ اس لئے ان سے بھی وزارت عظمیٰ سے استعفیٰ کا مطالبہ کیا گیا۔ اس سلسلے میں دینی جماعتوں کے نمائندوں اور کئی مقتدر شخصیتوں کے نمائندوں کی ایک جنرل کونسل بنائی گئی، جس نے پندرہ نمائندوں پر مشتمل مجلس عاملہ بنائی، جس میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا ابوالحسنات قادریؒ، مولانا عبدالحامد بدایونیؒ، حافظ کفایت حسینؒ، پیر صاحب سید منیر شریف (مشرقی پاکستان)، مولانا یوسف کلکتویؒ، مولانا احتشام الحق تھانویؒ، پیر غلام مجدد سرہندیؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا نور الحسنؒ مولانا اختر علی خانؒ، مولانا محمد اسماعیلؒ گوجرانوالہ، حاجی محمد امین سرحدیؒ اور سید مظفر علی شمسیؒ شامل ہیں۔ (جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
فیصل
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزا کا اکسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
زعفران، جائفل، ناگرموتھا، مغز بندق، آرد خرما، مصطگی، جلوتری، مروارید، دار چینی، اکر، الائچی خورد، ورق طلاء، لونگ، الائچی کلاں، ورق نقرہ، گوند کیکر، زنجبیل، مغز چلغوزہ، مغز بادام، بہمن سفید، گوند کتیرہ
33 اجزاء

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577

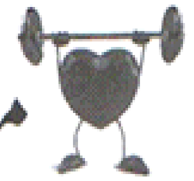
معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کرکے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔
آب سیب، آب انار، آب ادرک، ورق نقرہ، آب بہی، آب لیمن، بہمن سفید، زعفران، مروارید، ورق طلاء، کشنیز، ابریشم، گل سرخ، گل نیلوفر، تخم کاہو، درونج عقربی، صندل سفید، طباشیر، آملہ، جوہر مرجان، الائچی خورد، کہربائی، بہمن سرخ
فیصل FOODS شارلامنڈ ڈی گراؤنڈ سپلائز کالونی فیصل آباد

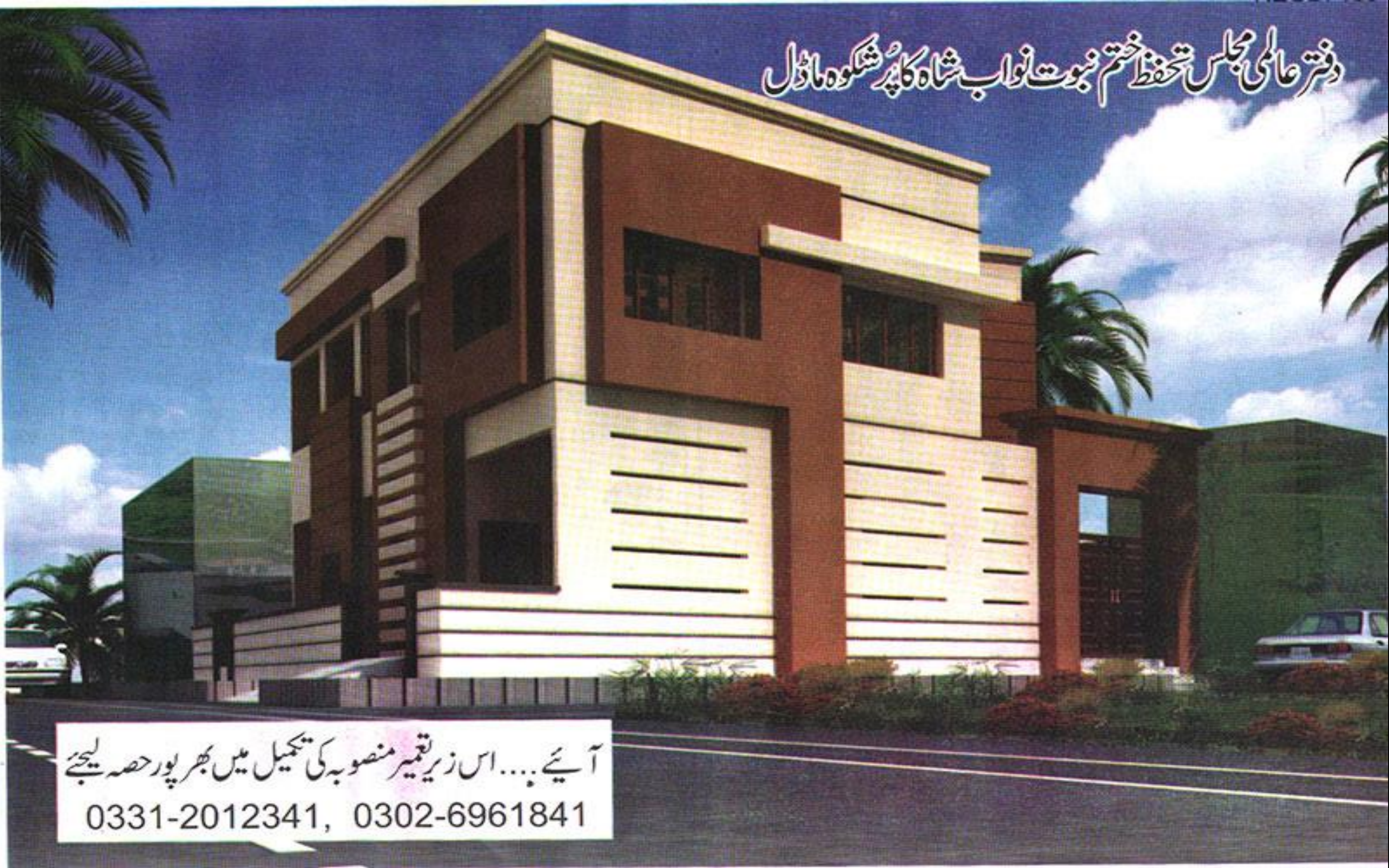
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نواب شاہ کا پُرشکوہ ماڈل
آیئے.... اس زیرِ تعمیر منصوبہ کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیجئے
0331-2012341, 0302-6961841